www.facebook.com/VetNewsViews FD # 56

پولٹری، ڈائیسٹاک، ڈیری، زراعت، ماہی پروری، جنگلی حیات اور ماحولیات کا پاکستان میں واحد اخبار

ہفت روزہ

ویٹرنری نیوز اینڈ ویوز

چیف ایڈیٹر: ڈاکٹر خالد محمود شوق | ایڈیٹر: ڈاکٹر تنویر ظہیر | ایگزیکٹو ایڈیٹر: ذیشان خالد | فیصل آباد

جلد نمبر 14 | 24 تا 31 جنوری 2019ء | صفحات 10 | قیمت 150 روپے | شمارہ نمبر 12 | ABC سے تصدیق شدہ

Email: pakissan2002@yahoo.com

بابائے پولٹری

ڈاکٹر عبدالغفور چودھری مرحوم

فراز خواب سی دنیا دکھائی دیتی ہے
جو لوگ جانِ جہاں تھے ہوئے فسانہ وہ

ڈاکٹر ظفر الطاف مرحوم

ان زرعی تحقیقاتی اداروں میں جب آپ کو منصب اعلیٰ کے زرعی سائنسدانوں "سمیت برطرح کے باہرین سے واسطہ پڑے گا تمہیں خود کی قابلیت، لیاقت پر اعتماد ہے، اور دوسروں کو بہلا پھسلا کر کام چلانے والے ماہرین زرعی تحقیق کے ماسوا آپ کچھ بھی قرار نہیں دے سکتے تھے۔ آمرانہ دور کی سیاہ کاریوں، اندھیروں میں ایک یہ بھی ہے کہ اس میں ناآسانی "زرعی ماہر" بنا جا سکتا ہے۔ اس موقع پر کام کا آغاز جنرل ضیاء الحق کے دور میں ہوا مگر جنرل پرویز مشرف کے دور میں اس رخم کو ناسور قرار دیا گیا۔ جنرل پرویز مشرف نے بھی قوم کو یہ سبق دیا "سچ ہی ہے" یہ متعارف کروایا۔ ان میں سے پہلے کا تعلق ایک پاکستانی نژاد امریکی انسانی محبت سے تھا۔ دوسرا اس دہرائی کا ایک بیانات کس کے باعث دہرائی بات کا تعلق مشرف، ہوا دوست پالیسیوں سے تھا۔ ان لوگوں نے زرعی تحقیق، تحقیق کے نتیجے کا دارکار کرنے میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھی۔ یہ بات کوئی ماہر کی تحریر میں کا کر نہ ہوا کہ اس وقت کے وزیر صاحب بہت سارے پلیٹ فورمز صادر فرما رہے تھے۔ مشرف حکومت کی ناقابلیت کا عالم تھا، ملک کو درپیش مسائل کو لیے لوگوں کو بھی زرعی شعبہ میں تقرریاں میں جو ان لوگوں نے پہلے زرعی انتظامات میں پھنسے کے بھی ابن تھے۔ (ڈاکٹر ظفر الطاف مرحوم کی یاد میں شائع ہونے والی تحریر کے اردو ترجمہ سے اقتباس)

ایگری ٹورازم کا مقصد یہ شعور دینا ہے کہ حقیقی خوراک کی آگاہی اور اس کے حصول کیلئے جدوجہد آپ کو کسی سکول یا مکتب فکر سے نہیں ملنی اور نہ کسی ڈاکٹر یا مولوی صاحب نے بتانی ہے، یہ جدوجہد خود آپ کو ہی اپنی آنے والی نسل کیلئے کرنی پڑے گی، طارق تنویر چیف ایگری ٹورازم کا انٹرویو

پاکستان میں 3 فروری بروز اتوار کو قومی سطح پر نیشنل کچن گارڈن ڈے منایا جارہا ہے

ملک بھر میں ایگری ٹورازم کی برانچیں اس موقع پر تقریبات کا انعقاد کریں گی، جن میں سیمینارز، تربیتی ورکشاپیں اور فیسٹیول شامل ہیں

فیصل آباد میں نیشنل کچن گارڈن فیسٹیول کا انعقاد صبح 9 بجے سے شام 4 بجے تک دی بیسٹ گارڈن نرسری فارمز عرفان روڈ ویسٹ کینال روڈ چک نمبر 198 رب منیاں والا عقب پیراڈائز ویلی گٹ والا فیصل آباد پر ہوگا

سیمینار میں پروفیسر ڈاکٹر شہزاد مقصود بسرا، ڈاکٹر عدنان یونس، ڈاکٹر اسد شبیر، ڈاکٹر ساجد اقبال سندھو، ڈاکٹر ثریا اختیار، بینش سرور خاں، حفصہ احسن مختلف موضوعات پر لیکچر دیں گے، اس موقع پر سبزیاں اُگانے، قدرتی کھاد کی تیاری، مشروم اُگانے اور سلاد سجانے و کھانے پکانے کا مقابلہ بھی ہوگا، بچوں کے لئے بھی مختلف صحت مندانہ سرگرمیوں کا انعقاد کیا جارہا ہے

فیصل آباد (نمائندہ خصوصی) 3 فروری بروز اتوار کو پورے ملک میں قومی سطح پر نیشنل کچن گارڈن ڈے منایا جارہا ہے۔ ایگری ٹورازم ڈویلپمنٹ کارپوریشن کے چیف ایگزیکٹو طارق تنویر نے ایک خصوصی انٹرویو میں بتایا کہ پاکستان میں ہر سال یہ دن فروری کے پہلے اتوار کو منایا جاتا ہے۔ اس موقع پر ملک بھر میں ایگری ٹورازم کلب کی برانچیں مختلف تعلیمی اداروں اور سوسائٹیوں کے ساتھ مل کر تقریبات کا انعقاد کر رہی ہیں۔ جس میں خواتین کو خصوصی کچن گارڈن کی اہمیت سے بہرہ ور کرنے کے لئے سیمینارز کا انعقاد کیا جا رہا ہے۔ اس موقع پر ان کو کچن گارڈن کے حقیقی تحفظی تربیت بھی فراہم کی جائے گی۔ مزید برآں اس موقع پر ماہرین مختلف موضوعات پر لیکچر بھی دیں گے۔ فیصل آباد میں اس موقع پر نیشنل کچن گارڈن فیسٹیول کا اہتمام کیا جارہا ہے جو صبح 10 بجے سے شام 4 بجے تک جاری رہے گا۔ نیشنل کچن گارڈن فیسٹیول 2019ء کا انعقاد بیسٹ گارڈن نرسری فارمز عرفان روڈ ویسٹ کینال روڈ چک نمبر 198 رب منیاں والا عقب پیراڈائز ویلی گٹ والا فیصل آباد میں ہوگا۔ سیمینار میں پروفیسر ڈاکٹر شہزاد مقصود بسرا، ڈاکٹر اسد شبیر، ایم ایوب، ڈاکٹر عدنان یونس، ڈاکٹر ساجد اقبال سندھو، ڈاکٹر ثریا اختیار، بینش سرور خان، حفصہ احسن مختلف موضوعات پر لیکچر دیں گے۔ اس موقع پر سبزیاں اُگانے، قدرتی کھاد کی تیاری، مشروم اُگانے اور سلاد سجانے و کھانے پکانے کا مقابلہ بھی ہوگا۔ بچوں کے لئے بھی مختلف صحت مندانہ سرگرمیوں کا انعقاد کیا جا رہا ہے۔ ایگری ٹورازم کے پاکستان میں پانچ طارق تنویر کا کہنا ہے کہ پاکستان میں نیشنل کچن گارڈن کے قومی دن منانے کا فیصلہ 4 سال پہلے کیا گیا تھا پہلے ہم اگست میں انٹرنیشنل کچن گارڈن ڈے منانے تھے لیکن پاسپاں کے سربراہ میجر (ر) شاہنواز نے ہمیں تجویز دی کہ اگست میں پاکستان میں کسی بھی سبزی اُگانے کا موسم نہیں ہوتا ہمیں ملیہ دھور پر اپنے ملک کے آب و ہوا کے مطابق نیشنل کچن گارڈن ڈے منانے کا فیصلہ کرنا چاہئے۔ ان کی یہ تجویز ہر لحاظ سے قابل عمل تھی جس پر ایگری ٹورازم کی ایگزیکٹو کمیٹی نے فیصلہ کیا کہ پاکستان میں ہر سال فروری کے پہلے ہفتے اس دن کے منانے کا اہتمام کیا جائے۔ پچھلے سال 4 فروری 2018ء کو ملک بھر میں نیشنل کچن گارڈن ڈے منایا گیا تھا۔ اس سال 3 فروری بروز اتوار کو یہ دن منایا جارہا ہے۔ طارق تنویر کا کہنا ہے کہ اگر ہم اپنی موجودہ زندگی کے رہن سہن کا جائزہ لیں تو آبادی اور زندگیوں سے کریں تو ہمارا معیار زندگی ان کے مقابلہ میں بہت کمزور ہے ہماری اوسط زندگی بہت کم ہوتی جا رہی ہے۔ 40 سال کے بعد ہر دوسرا تیسرا انسان بے شمار بیماریوں سے جنگ لڑ رہا ہوتا ہے۔ چاہئے شوگر، بلڈ پریشر، کولیسٹرول وغیرہ نے انسانی زندگی اجیرن بنا کر رکھ دی ہے۔ ہم اپنی زندگی میں جو سرمایہ کما رہے ہوتے ہیں وہ ڈاکٹروں کی نذر ہو جاتا ہے۔ ہمارے آباؤ اجداد کی زندگی ہمارے مقابلے میں بہت ہی سادہ تھی ان کا قدرت سے رشتہ بہت گہرا تھا اور وہ اپنی خوراک خود اگاتے ہوتے تھے۔ ہمارے باپ دادا خوراک حاصل کرنے کے لئے گاؤں کا رخ کرتے تھے ہماری زندگی میں خوراک گراسری سٹور اور بیکری، ریڑھی تک پہنچ گئی ہے اور ہماری آنے والی نسل ہم سے بھی آگے کنزرکی فریز رکھولا اور برگر، پیزا، ڈبوں کی بند خوراک اور اوون ..... انسان خوراک کے حصول کے لئے جیسے جیسے سہل پسند ہوتا جا گیا۔ انسان اور قدرت کا تعلق ختم ہوتا جا گیا اور دوسری طرف خوراک کی کمرشل پیداوار کو بڑھانے کے لئے کیمیکل کا بے تحاشا استعمال، فیکٹریوں کے ویسٹ پانی پر پلی ہوئی سبزیاں، دودھ میں یوریا، اناج میں ملاوٹ، بھیڑ، گائے کے فوڈ دودھیوں کو مضر صحت گوشت چکن کی بجائے مشکین کوئیوں کا استعمال، کچھ بھی اصلی نہیں۔ ملاوٹ خوراک کا برجز مصنوعی ہوتا چلا گیا اور وہ جب اماں کسی بھی سالن میں دھنیا دانی تو خوشبو ہو کر میں کھیل جاتی اور یہ دور جب گھر تو ایک طرف خود ہی کمی کمزوری خاتون کو خوشبو میں اتری ہوتی ہے۔ انسان اور قدرت کا یہ تعلق انسان کو صحت مند طرز زندگی سے بہت دور لے گیا۔ انہوں نے کہا کہ ہم حالات کی اس سنگینی کو محسوس کرتے ہوئے خاموش نہیں بیٹھ سکتے۔ اپنے ہاتھ سے اگایا گیا زیادہ سے زیادہ خوراک کا استعمال انسان کو قدرت کے قریب لا سکتا ہے۔ خوراک کے خود اگاؤ کا عمل بہت ہی خوشبودار دلچسپ اور دل آویز ہے اور بہترین ورزش بھی ایگری ٹورازم ڈویلپمنٹ کارپوریشن پاکستان حقیقی اور نایاب خوراک کی آگاہی قدرت کی پہچان اور تعلیم کے رہنما کا عزم لئے ہوئے ہیں اس کے زیر سایہ سال نیشنل کچن گارڈن ڈے کا انعقاد کیا جاتا ہے اور کھیل کے ذریعہ بچوں کو مصنوعی ہوتا ہے اور کھیل کے ذریعہ بچانے پر زہروں سے پاک سبزیاں اُگانے کی عملی تربیت دی جاتی ہے جس کا مقصد آلودگی سے پاک سبزیاں اُگانے کی پیداواری ٹیکنالوجی عام آدمی تک پہنچانا ہے تاکہ اس کے ذریعہ بچے پڑھی، دیہاڑ کم ہو سکے۔ دوسری طرف ایگری ٹورازم ڈویلپمنٹ کارپوریشن آف پاکستان کے زیر سایہ نیشنل کچن پر ہر سال مشروم فیسٹیول کا انعقاد کیا جاتا ہے تاکہ مشروم جو کہ پانی پر مشتمل فولک اسٹور سے بھرپور، کولیسٹرول فری، فیٹ فری، پانی پوٹاشیم، زیرو سوڈیم، رائی سے بھرپور خوبیوں کی وجہ سے اس کے استعمال کا شعور دیا جاتا ہے۔ ایگری ٹورازم کا مقصد یہ شعور دینا ہے کہ حقیقی خوراک کی آگاہی اور اس کے حصول کے لئے جدوجہد آپ کو کسی سکول یا مکتب فکر سے نہیں ملنی اور نہ کسی ڈاکٹر یا مولوی صاحب نے بتانی ہے۔ یہ جدوجہد خود آپ کو ہی اپنی آنے والی نسل کے لئے کرنی پڑے گی۔ اپنے بچوں کی تعلیم پر لگائے گئے آپ کے کروڑوں روپے ایسے ہی ہوں گے جیسے کوئی خوبصورت عمارت بنا دی اور اس کی بنیادی نہ ہو۔ بہتر غذائیت کے بغیر صحت مند جسم اور دماغ ناممکن ہے۔ خدارا آپ اپنی اور آپ کے خاندان کی صحت اور زندگی آپ کے اپنے ہاتھ میں ہے۔ حقیقی خوراک اور قدرتی طرز زندگی ہی آپ کی حقیقی خوشیوں کی ضامن ہے۔ فیصل آباد میں نیشنل کچن گارڈن ڈے منانے کے لئے آرگانائزنگ کمیٹی میں درج ذیل افراد شامل ہیں جن سے رابطہ کر کے فیسٹیول میں شرکت کی جا سکتی ہے۔ فیسٹیول میں فیملیز کے لئے داخلہ مفت ہوگا لیکن اس کے لئے لازمی ہے کہ وہ ٹیلی فون پر اپنی رجسٹریشن کروائیں۔

انجینئر راحیل سلطان، چیئرمین آرگانائزنگ کمیٹی چیف ایگزیکٹو بیسٹ گارڈن نرسری فارمز 88 7771888-345-92+

ڈاکٹر ساجد اقبال سندھو چیف ایگزیکٹو کریئن سرکل 8669044-321-92+

ریحان خالد ڈائریکٹر دی بیسٹ گارڈن نرسری فارمز 6626579-300-92+

محترمہ شازیہ شریف دی پیرنٹ سکول سسٹم 7070990-322-92+

ڈاکٹر عدنان یونس اسسٹنٹ پروفیسر انسٹی ٹیوٹ آف پارٹیکیول سائنسز زرعی یونیورسٹی فیصل آباد 7330000-308-92+

ذوالفقار محمود حق

ایڈوسٹر برائے اطلاعات و نشریات ایگری ٹورازم ڈویلپمنٹ کارپوریشن، چیف ایڈیٹر ہفت روزہ ویٹرنری نیوز اینڈ ویوز، رابطہ دیش ایپ 1620616-332-92+

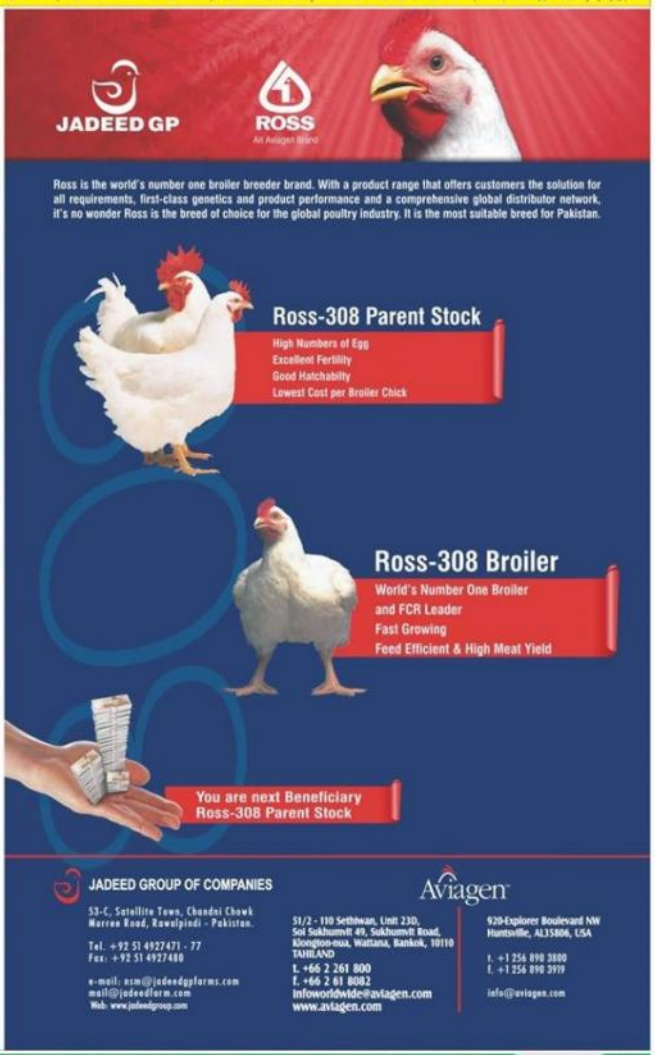

بانی ایڈیٹر ان چیف، ہیلتھ سٹرڈاکٹر خالد محمود شوق نے مسلم نواز پرنٹنگ پریس فیصل آباد سے چھپوا کر دفتر ہفت روزہ ویٹرنری نیوز اینڈ ویوز 392/A سمن آباد فیصل آباد سے شائع کیا۔ ایڈیٹر ڈاکٹر تنویر ظہیر، ایگزیکٹو ایڈیٹر ذیشان خالد

www.facebook.com/VetNewsViews FD # 56

پولٹری، ڈائیری، اینیمل ہسبنڈری، فشریز، زراعت، ماہی پروری، جنگلی حیات اور ماحولیات کا پاکستان میں واحد اخبار

ہفت روزہ

ویٹرنری نیوز اینڈ ویوز

چیف ایڈیٹر: ڈاکٹر خالد محمود شوق | ایڈیٹر: ڈاکٹر تبین ظہیر | ایگزیکٹو ایڈیٹر: ذیشان خالد | فیصل آباد

جلد نمبر 14 | 24 تا 31 جنوری 2019ء | صفحات 10 | قیمت 150 روپے | شمارہ نمبر 12 | ABC سے تصدیق شدہ

چین پاکستان اقتصادی راہداری کے تناظر میں فیصل آباد سے گوادر تک ریلوے ٹریک کو ترجیحی بنیادوں پر بہتر بنایا جائے

فیصل آباد (نمائندہ خصوصی) چین پاکستان اقتصادی راہداری کے تناظر میں فیصل آباد سے گوادر تک ریلوے ٹریک کو ترجیحی بنیادوں پر بہتر بنایا جائے تاکہ اس پر تیز رفتار مسافر اور کارگو گاڑیوں کو چلایا جا سکے۔ یہ بات ریلوے بارے فیصل آباد چیمبر آف کامرس اینڈ انڈسٹری کی جائزہ کمیٹی کے چیئرمین مرزا ہدایت اللہ نے ایک اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے بتائی۔ انہوں نے بتایا کہ فیصل آباد کو صنعت و تجارت کے اہم مرکز کی حیثیت حاصل ہے جبکہ 4200 ایکڑ پر ایم ٹھری انڈسٹریل اسٹیٹ کے بعد یہاں مزید 3000 ایکڑ پر علامہ اقبال انڈسٹریل بھی قائم کیا جا رہا ہے جس کے بعد یہاں تیار ہونے والے برآمدی مال کی بیرون ملک روانگی کیلئے گوادر تک کے ریلوے ٹریک کو بحال اور اپ گریڈ کرنا انتہائی ضروری ہوگا۔ اس کے پہلے مرحلے میں فیصل آباد سے لاہور، خانیوال، وزیر آباد اور سرگودھا سیکشن کے موجود ٹریک کو اپ گریڈ اور دوبارہ کیا جائے جس کے بعد ضرورت کے مطابق اس کو مزید شہروں تک توسیع دی جا سکتی ہے۔ انہوں نے بتایا کہ آبادی کے لحاظ سے فیصل آباد ملک کا تیسرا بڑا شہر ہے۔ موٹروے اور ایکسپریس وے کے باوجود لوگ ریل کے ذریعے سفر کو ترجیح دیتے ہیں جبکہ اس کے ذریعے مال کی نقل و حمل کی سہولت بھی سستے نرخوں پر مہیا کی جا سکتی ہے۔ انہوں نے بتایا کہ پچیس سال قبل فیصل آباد سے لاہور کے درمیان ہر نصف گھنٹہ بعد ایک ٹرین چلتی تھی اور ان کو ان کی ضرورت کے مطابق لوڈ بھی ملتا تھا۔ مگر ان منافع بخش روٹوں کو بند کر کے پورے ریلوے کے نظام کو تباہ کر دیا گیا۔ انہوں نے کہا کہ اب بھی ریلوے کی بحالی کیلئے ضروری ہے کہ اس کے تمام منافع بخش روٹوں کو بحال کیا جائے۔ انہوں نے بتایا کہ فیصل آباد سے لاہور کے درمیان ہر گھنٹے بعد ایک نان سٹاپ ٹرین چلائی جائے جس میں آدھی بوگیاں لوئیر اے سی کی ہونی چاہئیں۔ اسی طرح فیصل آباد سے ملتان، کراچی، سیالکوٹ، راولپنڈی، سرگودھا اور پشاور کیلئے بھی تمام روٹ بحال کئے جائیں۔ مرزا ہدایت اللہ نے مزید کہا کہ فیصل آباد سے مال بردار گاڑیوں کے ذریعے بھیجے جانے والا سامان دس دن بعد ملتا ہے جبکہ ٹرکوں کے ذریعے یہ سامان دو سے روز تک پہنچ جاتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ پارسل اور مال بردار گاڑیوں کو بھی مسافر ٹرینوں کی طرح مقررہ شیڈول کے مطابق چلایا جائے۔ اس طرح نہ صرف صنعت و تجارت کو فائدہ ہوگا بلکہ ریلوے کی آمدن بھی بڑھے گی۔ انہوں نے فیصل آباد ریلوے سٹیشن کی بہتری کیلئے بھی فوری اقدامات کرنے پر زور دیا اور کہا کہ مسافروں کے سامان کی سکریننگ کیلئے موجودہ مشینیں بھی لگائی جائیں۔

30 جنوری کو لاہور UVAS میں بین الاقوامی فشریز اینڈ ایکوا کلچر کانفرنس منعقد ہوگی

کانفرنس میں میکسیکو، امریکہ، برطانیہ، کروشیا، ترکی، سری لنکا، تھائی لینڈ، ساؤتھ کوریا، نیپال، بھارت اور نیوزی لینڈ سے آنے والے بین الاقوامی ماہرین خطاب کریں گے

لاہور (نمائندہ خصوصی) یونیورسٹی آف ویٹرنری اینڈ اینیمل سائنسز لاہور کا ڈیپارٹمنٹ آف فشریز اینڈ ایکوا کلچر "ایمرجنگ ٹریڈز فار سسٹین ایبل ایکوا کلچر پروڈکشن آف ایکوا فک ریسورسز" کے موضوع پر دو روزہ بین الاقوامی فشریز اینڈ ایکوا کلچر کانفرنس کا انعقاد 30 جنوری 2019ء کو کر رہا ہے۔ اس حوالے سے منگل کو یہاں لاہور میں اجلاس کا انعقاد ہوا جس کی صدارت وائس چانسلر پروفیسر ڈاکٹر طلعت نصیر پاشا نے کی اور بین الاقوامی کانفرنس سے متعلقہ کئے جانے والے انتظامات کا جائزہ لیا۔ اجلاس میں شامل تمام انتظامی کمیٹیوں کے کنوینرز نے کانفرنس کی تیاریوں کے بارے میں کئے جانے والے انتظامات کے بارے میں اجلاس کو تفصیلی آگاہ کیا۔ دو روزہ کانفرنس میں دنیا بھر سے سائنسدان، ماہرین، پریکٹیشنرز، سٹیک ہولڈرز شعبہ فشری میں ہونیوالی حالیہ سائنسی ترقی سے متعلقہ مختلف موضوعات پر اپنے تجربات کی روشنی میں اپنے خیالات کا اظہار کریں گے۔ چیئرمین ڈیپارٹمنٹ آف فشریز اینڈ ایکوا کلچر ڈاکٹر لیاقت خان نے دو روزہ بین الاقوامی کانفرنس سے متعلق کئے جانیوالے انتظامات، مختلف پروگراموں جبکہ دنیا کی مختلف ممالک میکسیکو، امریکہ، برطانیہ، کروشیا، ترکی، سری لنکا، تھائی لینڈ، ساؤتھ کوریا، نیپال، بھارت اور نیوزی لینڈ سے آنیوالے بین الاقوامی ماہرین کے بارے میں اجلاس کو تفصیلات سے آگاہ کیا۔

ڈاکٹر ارشق ارسلان رمزی BASF سے وابستہ ہوگئے

لاہور (نمائندہ خصوصی) ڈاکٹر ارشق ارسلان رمزی BASF پاکستان سے وابستہ ہو گئے ہیں۔ جو پولٹری اور ڈیری انڈسٹری میں ڈاکٹر اور فیڈ مائیکرو ایکسپرٹ کے امور سے خدمات سرانجام دیتے ہیں۔ وہ لاہور میں اپنے فرائض سرانجام دیں گے۔ ڈاکٹر اے اے رمزی کا شمار پاکستان میں بیسٹر پولٹری ویٹرنرین میں کیا جاتا ہے جو پاکستان ویٹرنری میڈیکل ایسوسی ایشن کے سابق مرکزی سیکرٹری جنرل بھی ہیں۔ اس کے علاوہ وہ مختلف بین الاقوامی تنظیموں میں پاکستان کی نمائندگی کرتے ہیں۔ ڈاکٹر اے اے رمزی ماضی میں یونیم انٹرپرائزز، کے اینڈ ایز، ٹائمل ایسٹ اینڈ کیوئیر سے بھی وابستہ رہ چکے ہیں۔ پولٹری انڈسٹری کے اقتصادی معاملات پر ان کے تجربے کو بڑی اہمیت کے حامل ہوتے ہیں۔

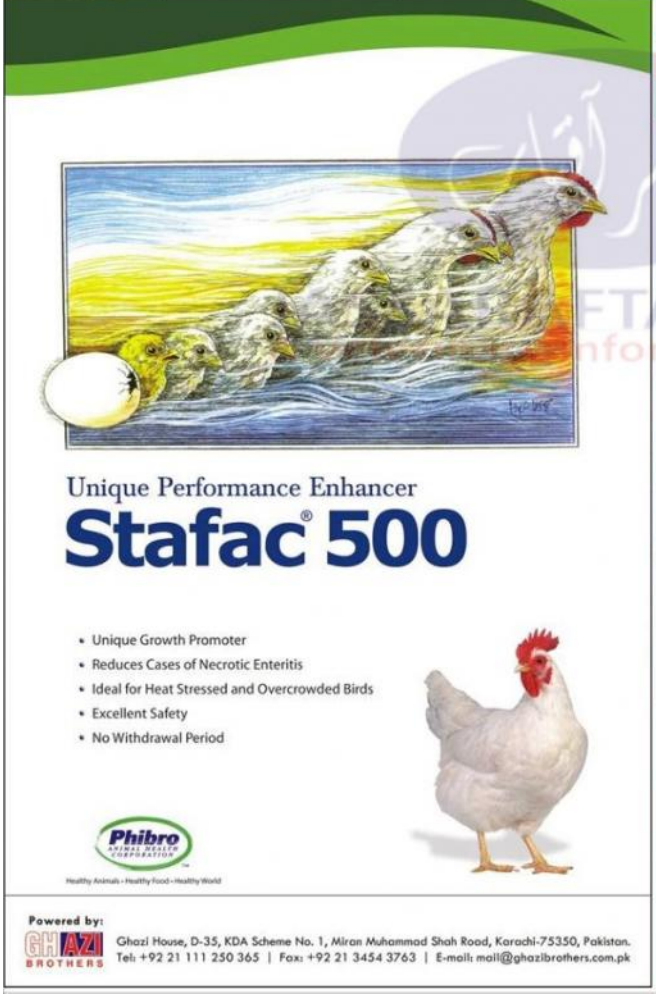

طارق تنویر کا کمال یہ ہے کہ اس نے زراعت کو ایک ایسا فن بنا دیا ہے جس میں فطرت سے دلچسپی ہو جاتی ہے

زرعی یونیورسٹی فیصل آباد کے ہونہار طالب علم صمصام حیدر کا ایم فل میں ایگری ٹورازم پر تحقیقی مقالہ منظور

مقالہ کو زرعی یونیورسٹی فیصل آباد کے شعبہ زراعت توسیع و دیہی ترقی کے پروفیسر ڈاکٹر شوکت علی کی زیر نگرانی میں مکمل کیا گیا ہے

فطرت اور تخلیق کاروں کا ہی چولی دامن کا ساتھ ہے۔ جہاں فطرت تخلیق کار کی پاسدار ہوتی ہے وہیں تخلیق کار فطرت کا امانت دار بھی، گویا فطرت اور آدمیت کا باہمی رہا ہی بتانے کا ثبات ہے۔ فطرت اور آدمیت کے اس رہا کو زندہ رکھنے میں ایک تخلیق کار (طارق تنویر) گذشتہ تقریباً دو دہائیوں سے مصروف عمل ہیں اور ایک ایسا ماحول بنانے میں سرگرداں ہیں جس میں انسان روزمرہ کے معمولات زندگی سے ہٹ کر ایک ایسے ماحول میں چند ساعتیں گزارے جو فطرت کی کھلی طور پر عکاسی کرتا ہو۔

طارق تنویر کا کمال یہ ہے کہ اس نے زراعت کو ایک ایسا فن بنا دیا ہے جس میں بچوں، بوڑھوں، مردوں اور عورتوں کو بھی کھیل کھیل میں فطرت سے دلچسپی ہو جاتی ہے اور بھی وہ گھر کے لان میں سبزیاں اگا کر بچن گارڈنگ کی ترغیب دے رہے ہوتے ہیں تو کبھی قدرتی ماحول میں دیسی کھانوں سے لطف اندوز، کھیل کھیل میں ایک چھوٹے کسان کے کھیت کی پیداوار کھیت میں ہی فروخت کرنا ہو یا سیر سپاٹے سے لوگوں کو دیہی ماحول اور جدید زرعی اصطلاحات سے روشناس کروانا طارق تنویر کا ہی فن ہے جسے ایگری ٹورازم کہا جاتا ہے۔

ایگری ٹورازم کے نام سے جانا جانے والا یہ پلیٹ فارم اگر مستقبل میں زرعی معلومات پہنچانے کے لئے استعمال کیا جائے تو کس حد تک موثر ہو سکتا ہے یہ تو آنے والا وقت ہی بتائے گا۔ زرعی یونیورسٹی فیصل آباد میں ہونہار اور باصلاحیت طالب علم صمصام حیدر نے اپنے ایم فل کے ماسٹر پروگرام میں ایگری ٹورازم کو اپنی تحقیق کا موضوع بنایا۔ صمصام حیدر محض طالب علم ہی نہیں بلکہ گہرے طور پر بھی ایگری ٹورازم سے وابستہ ہیں اور وہ ایگری ٹورازم کلب زرعی یونیورسٹی فیصل آباد کے سرگرم لیڈر بھی ہیں۔ انہوں نے اپنی تعلیم میں ایگری ٹورازم کو بڑے ذوق و شوق اور محبت کے ساتھ اپنے تحقیقی مقالہ کا موضوع بنایا اور پھر اس پر اپنی ڈگری مکمل کی۔ "شہری آبادی کے مکینوں میں زرعی اطلاعات کی فراہمی میں ایگری ٹورازم کا کردار"

Role of Agritourism in Agricultural Information Dissemination Among Urban Familes

زیر نظر ایگری ٹورازم پر مکمل ہونے والے پہلے تحقیقی مقالہ میں مسکولین نے اسے ایک اچھا آئیڈیا قرار دیا ہے اور زراعت میں بہتری کا سبب بھی قرار دیا ہے۔ محقق نے اس مقالہ میں کچھ تجاویز بھی دی ہیں جن پر عمل ہو کر ایگری ٹورازم اور زراعت میں بہتری لائی جا سکتی ہے۔

اس مقالہ کو زرعی یونیورسٹی فیصل آباد کے شعبہ زراعت توسیع و دیہی ترقی کے پروفیسر ڈاکٹر شوکت علی کی زیر نگرانی میں مکمل کیا گیا ہے۔ ڈاکٹر شوکت علی کی ہمہ وقت رہنمائی اور دلچسپی کے بغیر یہ مقالہ بھی نامکمل ہی رہتا جس پر محقق تہہ دل سے ان کا مشکور ہے۔

صمصام حیدر اور ان کے پیر و مرشد ڈاکٹر شوکت علی کو چاہئے کہ وہ اس تحقیقی مقالہ کو اردو زبان میں تبدیل کر کے شائع کروائیں تاکہ عام لوگوں کو بھی ایگری ٹورازم کے فوائد کے بارے میں واقفیت ہو سکے۔ ایگری ٹورازم ڈویلپمنٹ کارپوریشن کے ڈائریکٹر تعلقات عامہ ڈاکٹر عبدالجبار عباسی سے بھی ہم کہیں گے کہ وہ اس طرح کی تحقیقی سرگرمیوں کی حوصلہ افزائی کے لئے لائحہ عمل مرتب کریں اور ان کی اشاعت کے لئے کوئی منصوبہ میدان میں لائیں تاکہ پاکستان کی زرعی معیشت کو کسانوں کیلئے زیادہ سے زیادہ مفید بنایا جا سکے۔ "کہہ دے نے جیسے گھر والے اس دے کیلئے بھی سیانے" بنجابی کے اس مقولہ کے پیچھے دنیا کی جدید ترقی یافتہ قوموں کی طاقت کا راز چھپا ہوا ہے۔

طارق تنویر کا کمال یہ ہے کہ اس نے زراعت کو ایک ایسا فن بنا دیا ہے جس میں بچوں، بوڑھوں، مردوں اور عورتوں کو بھی کھیل کھیل میں فطرت سے دلچسپی ہو جاتی ہے اور وہ گھر کے لان میں سبزیاں اگا کر بچن گارڈنگ کی ترغیب دے رہے ہوتے ہیں تو کبھی قدرتی ماحول میں دیسی کھانوں سے لطف اندوز، چھوٹے کسان کے کھیت کی پیداوار کھیت میں ہی فروخت کرنا ہو یا سیر سپاٹے سے لوگوں کو دیہی ماحول اور جدید زرعی اطلاعات سے روشناس کروانا طارق تنویر کا ہی فن ہے جسے ایگری ٹورازم کہا جاتا ہے۔

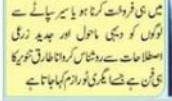

ایگری ٹورازم اسی کلچر میں اپنے آپ کو زندہ و بیدار رکھنے کا نام ہے، ریاد و کھلاوے سے پاک، غرور اور تکبر سے پرے سادگی و دلکشی سے مزین سلیقہ شعار زندگی ذہنی و جسمانی صحت عطا کرتی ہیں اور معاشرے کو ہم آہنگ اور توانا بنا رکھنے میں اپنا کردار ادا کرتی ہیں۔ ایگری ٹورازم اپنی مقاصد کے ساتھ رکھتے ہوئے اب تحریک کی شکل اختیار کر گئی ہے جس کا دست و بازو بننا ہمیں اپنے آپ سے جڑے رکھنے میں مددگار ثابت ہوگا۔۔۔۔۔ مول تالوں بیاج پیارا

ڈاکٹر عبدالجبار عباسی

ایگری ٹورازم کا ماہانہ میگزین

ہفت روزہ ویٹرنری نیوز اینڈ ویوز مستقبل میں ایگری ٹورازم کا ماہانہ میگزین شائع کرنے کا ارادہ رکھتا ہے خواہش مند اور دلچسپی رکھنے والے حضرات اپنے کوائف کے ہمراہ رابطہ کریں' ایسے افراد کو ترجیح دی جائے گی جو ایگری ٹورازم کے شعبے سے عملی طور پر وابستہ ہوں۔ مزید براہ مارکیٹنگ کیلئے بھی دلچسپی رکھنے والے افراد رجوع کریں۔

ڈاکٹر خالد محمود شوق
چیف ایڈیٹر ہفت روزہ ویٹرنری نیوز اینڈ ویوز
صرف ویٹس ایپ رابطہ
+92-332-1620616
khalidshouq@gmail.com

یاد رہے کہ ہفت روزہ ویٹرنری نیوز اینڈ ویوز اپنے ہفتہ وار اخبار میں صفحہ نمبر 2 پر ایگری ٹورازم ایڈیشن باقاعدگی سے شائع کرتا ہے جس کے انچارج استاد طارق طفیل ہیں اور ان کی معاون نفیسہ بتول ایگری ٹورازم کلب زرعی یونیورسٹی فیصل آباد ہیں۔

بانی ایڈیٹر ان چیف، چیئرمین ڈاکٹر خالد محمود شوق نے سلیم خواجہ پرنٹنگ پریس فیصل آباد سے چھپوا کر دفتر ہفت روزہ ویٹرنری نیوز اینڈ ویوز 392/A سمن آباد فیصل آباد سے شائع کیا۔ ایڈیٹر ڈاکٹر تبین ظہیر، ایگزیکٹو ایڈیٹر ذیشان خالد

Email: pakissan2002@yahoo.com

ویٹرنری نیوز ویوز
پاکستان کا پہلا ہفت روزہ ایڈیٹوریل ڈیزائن اور صحت، سائنس، زراعت، ماحولیات اور ماحولیات پر آگہی میں ماہر اداریہ
ایڈیٹر چیف، پبلشر، ڈائریکٹر اور ایڈیٹر انچارج فرخند A-392 سمن آباد فیصل آباد پاکستان
+92-41-2665352
+92-41-2644382
پوسٹ بیگ نمبر 1 پوسٹ آفس P-28/1 سمن آباد فیصل آباد 38000 پاکستان

مضامین نو ..... شتر مرغ فارمنگ اور حکومت پنجاب ..... ڈاکٹر محمد جاسر آفتاب

ڈاکٹر جاسر آفتاب نے شتر مرغ فارمنگ کے متعلق نہایت اہم موضوع پر اظہار خیال کیا ہے۔ شتر مرغ کی فارمنگ کرنے والے حضرات پچھلے ایک سال سے مسائل کا شکار ہیں اب حکومت نے ان کے مسائل کے حل کے لئے اقدامات کرنا شروع کئے ہیں تو امید ہے یہ تسلسل جاری رہے گا اور ان کے مسائل اور مشکلات کم ہوں گی۔ ان کو سہولتی کی ای انجکٹ فوری طور پر ہونی چاہیے۔

"صبح دفتر جاتے راستے میں ایک جگہ گاڑی کی رفتار کم کرنا پڑی۔ وجہ چھوٹا شتر مرغ سڑک اور کشن موٹر سائیکلوں کا رش ہیں بلکہ سڑک کے ایک طرف جمع ہجوم تھے۔ قریب پہنچنے پر دیکھا کہ قصائی کے پھیلے پر گوشت لٹکا ہے اور گوشت کے ساتھ لگے چارٹ پر مولے مار کر سے تحریر ہے "قصور شتر مرغ شتر مرغ کا گوشت چیکن دلفہ"۔ پھر یاد آیا کہ لگھلا لائیسنگ جناب کے ڈائریکٹر کیلنیشن ڈاکٹر آصف رفیق کا پیغام ملا تھا کہ منسٹر لائیسنگ سردار حسنین بہادر دیگ کے لاہور میں یونیورسٹی آف ویٹرنری اینڈ اینیمل سائنسز کی گوشت والی دکان پر شتر مرغ کے گوشت کی فراہمی کا افتتاح کرنا ہے۔ افتتاح ہو گیا اور اس اعلان کے ساتھ کہ سنگل اور بدھ، جمعہ دونوں میں چھوٹے اور بڑے گوشت کا ناغہ ہوتا ہے، پنجاب بھر میں شتر مرغ کا گوشت ملا کرے گا۔ ان دونوں میں قصائیوں کو اپنی دکان کھولنے کی اجازت ہو گی بشرطیکہ وہ شتر مرغ کا گوشت بیچیں۔ ان قصائیوں کو لگھلا لائیسنگ کے رجسٹرڈ شتر مرغ فارمز سے پرندے فراہم کئے جائیں گے۔ پرندے چاہے کسی رجسٹرڈ فارمر سے آئیں یا غیر رجسٹرڈ سے، ناغے کے روز عام شتر مرغ کے گوشت کی حکومت کا شتر مرغ کے فروخ کے ثبت قدم ہے کے کہ موجودہ آغاز ہی سے شتر بہت سے مسائل کا لائیسنگ تسلیم کئے جانے فارمنگ کا آغاز ہوا۔ گزشتہ حکومت میں شتر مرغ فارمنگ کے فروغ کے لئے بہت سے اقدامات اٹھائے گئے۔ فارمنگ کے لئے سہولتی کا اعلان ہوا۔ شتر مرغ گوشت کی فروخت کے لئے تشہیر کی گئی۔ لاہور میں شتر مرغ گوشت کی دکان کھلوائی گئی۔ مختلف شہروں میں ہوٹلوں پر اس کے پکوان کا آغاز کروایا گیا۔ لگھلا لائیسنگ کی جانب سے شتر مرغ فارمز کو نہ صرف سرمدی سہولتیں کی گئیں بلکہ ان کی رہنمائی کے لئے مختلف سرگرمیاں بھی ساتھ آئیں۔ شتر مرغ فارمز کی ایسوسی ایشن بھی بنائی گئی۔ چند روز قبل میری آسٹریلین ایسوسی ایشن کے صدر اراجا طاہر لطیف سے تعلق ہوئی۔ انہوں نے چند مسائل کی نشاندہی کی۔ سب سے بڑا مسئلہ سہولتی کی رقم کی ادائیگی کا تھا۔ موجودہ حکومت کی جانب سے اس پر کام ہو رہا ہے، اب ضروری ہے کہ فارمز کو جلد از جلد ان کی رقوم ادا کر دی جائیں۔ اس کے ساتھ ساتھ اگلے سالوں میں فارمز کو سہولتی دیے جانے کے منصوبے کو جاری رکھا جانا چاہیے اور اس کے دائرہ کار کو وسیع کیا جانا چاہیے۔ سابقہ حکومت کے جانے کے بعد لگھلا لائیسنگ کی جانب سے شتر مرغ فارمز کو دی جانے والی سہولتی کا سلسلہ ایک دفعہ رک گیا تھا اور چند مہینے تک یہ فارمز بے یار و مددگار رہے۔ اس سلسلے میں چند روز قبل متعلقہ حکام سے ملاقات میں یقین دہانی کروائی گئی ہے کہ سابق پہلے کی طرح فارمز کو رجسٹرڈ کرنے کا جاری کیا گیا اور مستقبل کے پروگرام کی روشنی میں سکیم جلد پر غور و خوض کیا گیا۔ شرکاء سے خطاب کرتے ہوئے ڈاکٹر ظفر اقبال چیف ویٹرنری آفیسر پنجاب نے کہا کہ انسانیت سے محبت اور مخلوق میں آسانیاں بانٹتے ہوئے اطمینان قلب اور دماغی سکون کے حصول میں انہیں جس قدر کامیابی ملی تھی اُخوت کے ذریعے انہیں وہ مسرت حاصل ہوئی تھی۔ انہوں نے کہا کہ اُخوت کے ذریعے غریب بچیوں کی شادیاں کروانا ہمارا فرض ہے۔ اس سلسلے میں سرمایہ کاروں کو اس جانب راغب کرنا چاہیے۔ اگر مقامی سطح پر بریکنگ کوٹرز بنا لیے جائیں تو چوزے اپورٹ کرنے کے مسائل سے نکل آئیں گے اور اس سے مجموعی طور پر کاسٹ آف پروڈکشن میں بھی کمی آ گی۔ شتر مرغ فارمنگ میں سب سے بڑا مسئلہ مال تیار ہونے کے بعد اس کی کھپت کا رہا ہے۔ اس سلسلے میں حکومت کی جانب سے نائے کے روز اس کے گوشت کی پنجاب بھر میں فروخت کا آغاز کرنا بہترین اقدام ہے۔ اگر ہر شہر میں یہ سلسلہ شروع ہو گیا تو اس سے لوگوں کی دلچسپی بڑھے گی اور آہستہ آہستہ یہ گوشت بھی عام ہوتا جائے گا۔ اس عمل میں اس خوف میں بھی کمی آئے گی جو فارمر کو لاحق تھا کہ شتر مرغ تیار کرنے کے بعد اسے بیچیں گے کہاں۔"

حیوانات / حشرات سے متعلقہ ارشادات ربانی

بخت بیدار خاں، عبدالشکور چوھدری، فواد احمد
زرعی یونیورسٹی فیصل آباد

سورۃ اعراف آیت 175 تا 176: اور اے نبی اُن کے سامنے اس شخص کا حال بیان کرو جس کو ہم نے اپنی آیات کا علم عطا کیا تھا۔ مگر وہ اُن کی پابندی سے نکل بھاگا۔ آخر کار شیطان اس کے پیچھے پڑ گیا۔ یہاں تک کہ وہ بھٹکنے والوں میں شامل ہو کر رہا۔ اگر ہم چاہتے تو اسے ان آیتوں کے ذریعے سے بلندی عطا کرتے۔ مگر وہ تو زمین ہی کی طرف کھنچ کر رہ گیا اور اپنی خواہش نفس ہی کے پیچھے پڑ رہا۔ لہٰذا اس کی حالت اس کتے کی سی ہوئی کہ تم اس پر حملہ کرو تب بھی زبان لٹکائے رہے۔ اور اسے چھوڑ دو تب بھی زبان لٹکائے رہے۔ یہی مثال ہے ان لوگوں کی جو ہماری آیات کو جھٹلاتے ہیں۔ تم یہ حکایت ان کو سناتے رہو، شاید کہ یہ کچھ غور و فکر کریں۔

ویٹرنری کا پُرسان حال کون ..... ؟ (چند اہم گذارشات)

میں جب میٹرک میں تھا تو اس وقت سے مجھے ادب کا شوق ہے۔ میرا سائنس کی طرف رجحان کم تھا۔ چونکہ گھر کا حقیقی راشد اور اساتذہ کا مشورہ تھا کہ بنا میرا خواب تھا۔ میری گھر میں ہر روز اماں سے لڑائی ہوتی۔ اماں مجھے ڈاکٹر بنانے کے چکروں میں تھیں۔ ان کا ہر بار یہی جواب ہوتا تھا کہ بیٹا کچھ پانے کیلئے کچھ کھونا پڑتا ہے۔ اب میں کیا رکھا ہے، ادیب تو بھاری بوجھ رہے ہیں۔ آج ڈاکٹر بنوں گے تو کل کو اپنے خاندان کی اچھی پرورش کر سکو گے۔ بالآخر میں نے بنے پھر بادمجد کر سائنس کی دنیا میں قدم رکھا اور بطور اینیمل میڈیسن کے پانچ برس عمل کیے۔ آج جب میں اپنی ڈگری کی تعلیم مکمل کر چکا ہوں اور اپنے پروفیشن کے لوگوں کو ملازمت کی حوالی میں مارے مارے اور خوار ہوتے دیکھتا ہوں تو آرزو ہی ہے کہ ملک پاکستان میں حقیقت اس کے برعکس ہے۔ لاکھوں کے تعداد میں بیروزگار مارے مارے پھر رہے ہیں۔ جہاں پر دو سرے محکموں میں ملازمت کے مواقع نہ ہونے کے سبب غریب مظلوم طبقہ خودکشی کرنے پر مجبور ہو جاتا ہے، وہیں ویٹرنری ڈاکٹروں کا بھی کوئی پرسان حال نہیں۔ ہر سال سینکڑوں کی تعداد میں یونیورسٹیوں سے اپنی تعلیم مکمل کر کے ڈگری لینے والے طلباء و طالبات بیچارے فی الحال وہیں میں ملازمت کرنے پر مجبور ہیں۔ جہاں انہیں کسی بھی ادارے کی ترقی کا انصار اس ادارے سے منسلک پیشہ ور افراد کی تعداد سے ہوتا ہے۔ غیر ممالک میں جہاں بھاری اکثریت ملازمت کے شعبہ سے منسلک ہے، وہیں کام کرنے والوں کو ان کے کام کی نوعیت سے معاوضے بھی ادا کیے جاتے ہیں۔ مگر ہمارے ملک پاکستان میں حقیقت اس کے برعکس ہے۔ لاکھوں کے تعداد میں بیروزگار مارے مارے پھر رہے ہیں۔ ان میں پرورش کے سبب ملازمت کے مواقع نہ ہونے کے سبب غریب مظلوم طبقہ خودکشی کرنے پر مجبور ہو جاتا ہے، وہیں ویٹرنری ڈاکٹروں کا بھی کوئی پرسان حال نہیں۔ جو سال بیکٹروں کی تعداد میں یونیورسٹیوں سے اپنی تعلیم مکمل کر کے ڈگری لینے والے طلباء و طالبات بیچارے فی الحال وہیں میں ملازمت کرنے پر مجبور ہیں۔ جہاں انہیں محض ہی ہزار روپے ماہانہ اُجرت دی جاتی ہے۔ کم لمنٹ سیکٹر میں ملازمتوں کا یہ حال ہے کہ گذشتہ چند برسوں میں سالانہ دس بار مہینوں کی رائی ہوتی ہے۔ اس بات سے خود اندازہ لگائیں، جہاں پر بیروزگار افراد ہزاروں کی تعداد میں ہوں، وہاں یہ چند مہینوں اونٹ کے منہ میں زیرہ کے برابر ہیں۔ اس حقیقت کو ہم دل و جان سے تسلیم کرتے ہیں کہ ہمارا ملک قرضوں کی شدید زد میں پھنسا ہوا ہے۔ یہاں پر ہمارا مقصد فقط شکوہ کرنا نہیں کہ ہمیں تو یہ دیکھنا ہے کہ ہمارے ملک میں کثیر تعداد میں مویشی پالے جاتے ہیں۔ اب ضرورت اس امر کی ہے کہ جہاں دودھ، گوشت اور انڈوں کی پیداوار بڑھائی ہوگی، جس سے برآمدات میں خاطر خواہ اضافہ ہو سکے، جس سے ہم کافی زرمبادلہ کما سکتے ہیں۔ ہم حکام بالا کی خدمت میں گذارش کرنا چاہتے ہیں کہ وہ ویٹرنری ڈاکٹروں کو مزید پولٹری اور ڈیری فارمز قائم کرے، جن کی پیداوار سے نہ صرف حکومت اپنا سرمایہ لے سکتی ہے، بلکہ ویٹرنری ڈاکٹروں اور دیگر محکمے کی ملازمتیں اور مالیانہ گنجائش میں دونوں ثمانی ہو سکتی ہیں۔ اس طرح پاکستان کی معیشت مضبوط ہو سکتی ہے اور بیروزگاری کا مسئلہ حل کیا جا سکتا ہے۔ بصورت دیگر، یہ معاملہ سنگین شکل اختیار کر لے گا۔ کیونکہ حال ہی میں ہزاروں ویٹرنری گریجویٹس ملازمتوں کی تلاش میں ہیں، جنہیں پوسٹ گریجویشن کے بعد بھی اپنا مستقبل تاریک نظر آ رہا ہے۔ جس کا منتج نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ نوجوان ڈاکٹر بیروزگاری سے مایوس ہو کر اپنے پروفیشن کو چھوڑ دیتے ہیں اور دوسرے فیلڈ میں وارد ہو جاتے ہیں، جہاں پر انہیں نہ تو وہ اجرت دی جاتی ہے، جس کے وہ مستحق ہیں اور نہ ہی اپنے اپنے سے عزت ملتی ہے۔ حکومتی اداروں سے یہی استدعا ہے کہ براہ کرم اُدوا میں قومی سوچ کو پروان چڑھائے، اس کے ساتھ مزید گریجویٹی کا مارجنل کھولے۔ جتنی الامکان، اس سے مثبت نتائج سامنے آئیں گے۔

اخوت سٹیرنگ کمیٹی کا 161 ویں اجلاس زرعی یونیورسٹی فیصل آباد کے نیوسنڈیکیٹ روم میں منعقد ہوا

اجلاس سے وائس چانسلر زرعی یونیورسٹی پروفیسر ڈاکٹر ظفر اقبال رندھاوا، چیئرمین سٹیرنگ کمیٹی پرویز خالد شیخ، ڈاکٹر خالد محمود شوق نے خطاب کیا

اخوت سٹیرنگ کمیٹی کا 161 ویں اجلاس زرعی یونیورسٹی فیصل آباد کے نیوسنڈیکیٹ روم میں منعقد ہوا۔ پروفیسر ڈاکٹر ظفر اقبال رندھاوا کی زیر صدارت منعقدہ اجلاس میں اخوت کے مختلف پروجیکٹس پر پیش رفت کا جائزہ لیا گیا اور مستقبل کے پروگرام کی روشنی میں حکمت عملی پر غور و خوض کیا گیا۔ شرکاء سے خطاب کرتے ہوئے ڈاکٹر ظفر اقبال رندھاوا نے کہا کہ انسانیت سے محبت اور لوگوں میں آسانیاں بانٹتے ہوئے اطمینان قلب اور دماغی سکون کے حصول میں انہیں جس قدر کامیابی ملی تھی اُخوت کے ذریعے انہیں وہ مسرت حاصل ہوئی تھی۔ انہوں نے کہا کہ اُخوت کے ذریعے غریب بچیوں کی شادیاں کروانا ہمارا فرض ہے۔ اس سلسلے میں سرمایہ کاروں کو اس جانب راغب کرنا چاہیے۔ اگر مقامی سطح پر بریکنگ کوٹرز بنا لیے جائیں تو چوزے اپورٹ کرنے کے مسائل سے نکل آئیں گے اور اس سے مجموعی طور پر کاسٹ آف پروڈکشن میں بھی کمی آ گی۔ شتر مرغ فارمنگ میں سب سے بڑا مسئلہ مال تیار ہونے کے بعد اس کی کھپت کا رہا ہے۔ اس سلسلے میں حکومت کی جانب سے نائے کے روز اس کے گوشت کی پنجاب بھر میں فروخت کا آغاز کرنا بہترین اقدام ہے۔ اگر ہر شہر میں یہ سلسلہ شروع ہو گیا تو اس سے لوگوں کی دلچسپی بڑھے گی اور آہستہ آہستہ یہ گوشت بھی عام ہوتا جائے گا۔ اس عمل میں اس خوف میں بھی کمی آئے گی جو فارمر کو لاحق تھا کہ شتر مرغ تیار کرنے کے بعد اسے بیچیں گے کہاں۔"

بہترین ناشتہ

طیب رضا عابدی

آپ نے ہم آپ کو صحت مند بھرپور ناشتے کی چند ایسی ترکیب بتاتے ہیں کہ جن کو اپنا کر آپ اپنے آپ کو بھلا صحت مند محسوس کرنے لگیں گے۔ سب سے پہلے تو آپ پانی کا آغاز بلندی اٹھنے سے کریں۔ یونکہ موسم سرما کا آغاز ہو چکا ہے اور راتیں لمبی ہو چکی ہیں، اس لئے جلدی سونے اور جلدی اٹھنے کی عادت اپنائی جانی چاہیے۔ نماز فجر سے فارغ ہونے کے بعد صبح سیر کیلئے جائیں تیز قدموں کی آہستہ آہستہ دوڑ کے بعد اس سے چند روز منٹ کی ہلکی ہلکی ورزش کریں اور پھر گھر واپس آ کر اپنے ناشتہ کا آغاز کریں۔ آپ کا وہ ناشتہ جو کہ ساتھ دنوں پر مشتمل ہے۔ آپ ان کو ہفتہ میں بدل بدل کر بھی استعمال کر سکتے ہیں اور مسلسل بھی استعمال کر سکتے ہیں۔ یہ پہلے اٹھنے کریں کہ تین چیز دن کو اپنے ناشتہ میں شامل کریں، شہد، دہی اور اچار۔ لیکن جب ہم دن دہی کھائیں اس دن اچار نہ کھائیں اور جس دن اچار کھائیں اس دن دہی کھانے سے پرہیز کریں۔ گھر کے بنے اچار کے بارے میں تو جدید ماہرین تغذیات نے ریسرچ کے بعد کہا شروع کر دیا ہے کہ اچار کو ناشتہ کا بازو بنا لیا جائے کیونکہ یہ آپ کی دن بھر کی توانائی کیلئے کافی ہے۔ ہمارے یہاں ماضی میں دیہات میں اچار کا کثرت سے استعمال کیا جاتا تھا لیکن دور جدید کی سائٹ ڈگس کی بھرمار نے یہ چیزیں لوگوں سے چھڑوا دی

ہیں اور لوگ اب قدرتی چیزوں سے دور ہو گئے ہیں۔ اب تو میڈیکل سائنس بھی زور دے کر کہہ رہی ہے کہ اگر بیماریوں سے بچنا ہے تو بیاسٹک اور پراسیس ہوئی غذا سے دوری اختیار کی جائے۔ اسی طرح اگر صحت سے بھرپور ناشتہ کرنا ہے تو پھر سلید چیزیں جیسے چکن، باقل ہوئے چاول، میدہ وغیرہ سے بچا جائے۔ اگر آپ ناشتہ کیلئے کیلے یا گھوڑا کا ملک بنانے کے ساتھ ساتھ کوشش کریں کہ چکنی کی چیز گڑ کا استعمال کریں۔ شروع میں آپ کو اس کا ذائقہ عجیب لگے گا لیکن کچھ دن بعد آپ اس کے عادی ہو جائیں گے اور پھر برا نہیں لگے گا کیونکہ چینی نے آپ کا ذائقہ بگاڑ دیا ہے۔ اسی طرح بازاری آٹے کی روٹی کی بجائے گھر کی گندم کا آٹا پکی سے خود پسوا کر لائیں اور اس کی روٹی بنوا کر ناشتہ میں کھائیں۔ اب ہم ناشتہ کے ایکیزیز کی طرف آتے ہیں۔ پانی میں شہد گھول کر آپ نے ہر روز پینا ہے۔ پانی چھپے ہوئے گلے کی ایکیزیز میں سے ایک ایکیزیز کا آپ استعمال کر سکتے ہیں۔ بادمنہ میں ایکیزیز تائیں ایکیزیز کا استعمال کر سکتے ہیں جیسے آپ کی پسند ہو کیونکہ یہ سب متوازن غذا کے ثمرے میں آتے ہیں۔

1۔ سیر اور دو منٹ کے بعد گھر واپس آنے کے بعد ایک گلاس گرم پانی میں شہد کے دو چمچ گھول کر پی جائیں۔ اس کے بالکل پیس منٹ بعد جنگی یا جو کا دلیہ جس میں دو انجرت اور پانی سے سات بادام (باریک کٹے ہوئے) ، ایک عدد کیلا (کٹے ہوئے) اور خشک کریں بیز شامل ہوں گے۔ اس کے بعد ایک انڈا ابلا ہوا کافی ہے کہ اس کے ساتھ پانی کے ساتھ چپاتی کی جگہ گڑ کا استعمال کریں۔ شروع میں آپ کو اس کا ذائقہ عجیب لگے گا لیکن کچھ دن بعد آپ اس کے عادی ہو جائیں گے اور پھر برا نہیں لگے گا کیونکہ چینی نے آپ کا ذائقہ بگاڑ دیا ہے۔ اسی طرح بازاری آٹے کی روٹی کی بجائے

اعلان

ہفت روزہ ویٹرنری نیوز ایڈیٹوریل بورڈ نے ایک انتظامی فیصلے کے تحت ادارتی بورڈ اور مشاورتی بورڈ تشکیل کر دیا۔ جنہیں بورڈ میں شامل ہونے کے خواہش ہو وہ اپنا سی وی ہمارے ای میل پر بھیج دیں۔

ڈاکٹر تنویر ظہیر ایڈیٹر

ANNOUNCEMENT

The Management of Veterinary News and Views is pleased to announce the recruitment of honorary positions for technical editorial board of The Veterinary News and Views as listed below.

Positions Vacant:

1- Deputy Editor
2- Assistant Editor
3- Campus Representatives

Criteria for Applicant:

Highly motivated, team workers and task oriented individuals having professional writing background and aptitude would be welcomed.

Note: Interested candidates may send their CV at: article.vet.news.n.views@gmail.com, latest by January 15th, 2019. Application sent to any other email address or other social accounts won't be considered.

جانوروں میں وائرس کی وجہ سے پیدا ہونے والی اہم بیماریاں

تحریر کنندہ : ڈاکٹر صبغت اللہ سینئر ریسرچ آفیسر لائیوسٹاک ریسرچ اینڈ ڈویلپمنٹ سٹیشن سوڑی زائی پشاور
ڈاکٹر ضیاء الرحمن سینئر ریسرچ آفیسر لائیو سٹاک ریسرچ اینڈ ڈویلپمنٹ سٹیشن سوڑی زائی پشاور
ڈاکٹر دین محمد سینئر ریسرچ آفیسر بھیڑ بکریوں کا تحقیقی ادارہ غلام بانڈہ کوہاٹ

1) **صمہ کھر (تبق FMD)**
اس مرض اور گھریز کی میں Foot and Mouth Disease کا مخفف FMD کے نام سے جانا جاتا ہے۔ مندہ کھر کا مرض ایک وائرس سے پیدا ہوتا ہے۔ اس بیماری کے جراثیم وائرس جو بہت ہی چھوٹے ہوتے ہیں آنکھوں اور کپڑوں سے پلٹ کر تندرست جانوروں تک پہنچ جاتے ہیں پرندے بھی اس مرض کے جراثیم اپنے پنجوں کے ذریعے اور دور تک لے جاتے ہیں۔ یہ بیماری مرض کے تعاب دہن نظام پیشاب مندہ اور پاؤں کے آپلے کے ذریعے بھی تندرست جانوروں کو لگ جاتی ہے۔ دنیا بھر میں اس وائرس کی سات بڑی اقسام ہیں۔ پاکستان میں جو اینٹی جین قسم (A, O, Asia-1) پائے جاتے ہیں۔ مویشیوں میں بہت تیزی سے پھیلنے والا یہ متعدی مرض سال کے کسی بھی حصے میں ہو سکتا ہے لیکن یہ بیماری موسم خزاں اور بہار میں پھیلتی ہے بالغ جانور میں عام طور پر یہ مرض مہلک نہیں ہوتا اس مرض کا 6 ماہ سے کم عمر کے جانوروں پر حملہ خطرناک ہوتا ہے ان میں سے اکثر مر بھی جاتے ہیں۔ شرح اموات 50 فیصد تک ہو سکتی ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ کھولے جانوروں میں مندہ کھر کا وائرس دل کے عضلات کو متاثر کرتا ہے۔ چونکہ یہ ایک وبائی مرض ہے۔ اس لئے ایک ہی وقت میں بڑوں جانوروں اس مرض میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ والنٹی جانوروں میں یہ مرض کیلشیم اور دیگر کا تین کی نسبت زیادہ شدید ہوتا ہے۔ گوشت کی پیداوار میں 25 فیصد اور دودھ کی پیداوار میں 50 فیصد کمی ہو جاتی ہے۔ حاملہ جانوروں میں اسقاط حمل 25 فیصد تک ہوتا ہے جبکہ بچے بیمار اور لاغر پیدا ہوتے ہیں۔ اس مرض کا حملہ تقریباً 15 سے 20 دن تک رہتا ہے۔ تاہم اس میں شرح اموات بہت کم ہوتی ہے۔ البتہ دودھ کی پیداوار بہت کم ہو جاتی ہے۔ بانجھ پن کا تناسب بہت زیادہ ہوتا ہے۔ کمزور زیادہ متاثر ہوتے ہیں جو جانور زیادہ دوڑتے پھرتے ہیں ان میں زیادہ متاثر ہوتے ہیں۔ ایسے جانوروں کے تھنوں یا جیوانے پر چھالے بن جاتے ہیں ان کا پانی پینے کے ساتھ انسانوں کے لبوں پر دانے نکل آتے ہیں متاثرہ جانور بخار کی وجہ سے بھی کھڑے ہو جاتے ہیں۔ کھر کی گندگی اور اس کی بدبو کے سبب جانور کھڑے ہو جاتے ہیں۔ متاثرہ جانور کمزور ہو جاتے ہیں۔

www.facebook.com/VetNewsViews
Poultry Livestock, Fishries, Dairy, Wildlife, Environment Newspaper
The Weekly FD # 56
Veterinary News& Views
Faisalabad
Editor in Chief: Dr. Khalid Mahmood Shouq
Editor: Dr. Tean Zaheer
Executive Editor: Zeeshan Khalid
Vol. 14 24 - 31 Jan 2019 Rs. 150/- Page 10 Issue No. 12 ABC Certified

Agri Tourism Development Corporation of Pakistan has estab
National Research Institute For Agricultural Tourism

LIVESTOCK MINISTER SARDAR HUSNAIN BAHADUR DARESHAK INAUGURATES OSTRICH MEAT SALE AT UVAS MEAT OUTLET

Lahore: The Minister for Livestock & Dairy Development Department Punjab Sardar Husnain Bahadur Dareshak along with UVAS Vice-Chancellor Meritorious Prof Dr Talat Naseer Pasha, President Ostrich Association of Pakistan Raja Tahir Latif and **Associate Prof Department Meat Science and Technology** Dr Muhammad Hayat Jaspal inaugurates ostrich meat sale on regular basis to people for during weekly meat sale off days (Tuesday & Wednesday) at UVAS Meat Outlet.

The University of Veterinary and Animal Sciences Lahore in collaboration with Livestock and Dairy Development Department Punjab and Ostrich Association of Pakistan organised ostrich meat sale ceremony at UVAS meat outlet on Abdul Qadir Jillani (Outfall) Road Lahore on Tuesday.

Talking to media on the occasion, Livestock Minister said that for the profitability of ostrich farming community and also for the development of ostrich farming in Punjab the sale of Ostrich meat allow by Government of the Punjab in during meat-off days (Tuesday & Wednesday) on regular basis for providing safe and high quality meat to people. He said for the facilitation of peoples on Tuesday & Wednesday the ostrich meat will be available for sale in private butcher shops and other departmental stores in all over the Punjab. He also spoke about the nutrient benefits of ostrich meat for the health of human body. He said enhancing of milk and meat production is on priority of Punjab Government. He said Punjab Government also focused to control disease related issues like Foot & mouth deadly diseases which is the bottlenecks in development of livestock sector.

Vice-Chancellor Prof Dr Talat Naseer Pasha said that the aim of this project was to connect the consumer with farmer and help farmers to have easy access to market for improving their economic status.

A large number of peoples from civil society, livestock department officials and UVAS faculty members were attended on the occasion.

NIGERIAN HIGH COMMISSIONER ASHIMIYU A.OLANIYI CALLS ON UAF VICE CHANCELLOR DR ZAFAR IQBAL RANDHAWA

Faisalabad: Nigerian High Commissioner Ashimiyu A.Olaniyi has stressed upon the need to further strengthening agricultural, academia, and research ties between both countries in order to ensure food security and rural development.

He visited the University of Agriculture Faisalabad on Friday and called on UAF Vice Chancellor Dr Zafar Iqbal Randhawa along with deans and directors at Syndicate Room, UAF.

He said Pakistan and Nigeria were enjoying good relations. The contribution of agriculture in Pakistan Gross Domestic Product (GDP) is around 21 percent whereas in the agriculture of Nigerian GDP, it is 23 percent. He said his country was having several agricultural universities and research institutes in which collaborations will help address common agricultural challenges and to learn from each others. Our country is a natural oil and gas producing country whereas it is blessed with the good agricultural produces. He said that collaboration especially in cotton, and textile need to be further cemented to get benefit from each other experiences. He said that UAF is very famous university and center of excellence in agriculture and played a role in the food security.

Dr Zafar Iqbal Randhawa said that UAF and Nigerian institutions collaborated work in the field of the agriculture would help bring tangible results. He said that agriculture was the backbone of our economy, and the UAF was enjoying good relations with the educational and agricultural institutions worldwide. He said that in 1960s and 1980s, several agricultural experts from Pakistan including the scientists from UAF had worked in Nigeria to boost up the sector there. He said that Pakistan was producing the surplus production in the all major crops. He said that collaborative work would bring the tangible result to increase the production and get benefit from each other experiences. The Nigerian HC also visited different labs of Horticultural Sciences, Soil Sciences and Center for Agricultural Biochemistry and Biotechnology (CABB).

US-BASED CARGILL TO INVEST $200 MILLION IN PAKISTAN

Islamabad: In a meeting with Prime Minister Imran Khan, an executive team of US-based Cargill the provider of food, agriculture and industrial products announced plans to invest over $200 million in Pakistan over the next three to five years.

The company's future investment strategy includes expansion across its agricultural trading and supply chain, edible oil, dairy, meat and animal feed businesses.

The prime minister told the delegation that Pakistan was following a liberal investment regime and was offering diverse and business-friendly incentives.

"Pakistan is endowed with a wealth of resources, has demographic potential and an educated workforce," he pointed out. "Concerted efforts are under way to further improve the ease of doing business in the country."

Adviser to Prime Minister on Commerce, Textile, Industry and Production Abdul Razak Dawood, who was also present in the meeting, apprised the delegation of the recent initiatives to improve the investment and business environment.

"Business-friendly vision of the government is expected to make Pakistan an irresistible destination for investors," he remarked.

Cargill executives offered support to steer growth in Pakistan by applying the company's global expertise and bringing investments into the country. To meet the goal, they said, Cargill would introduce innovations in Pakistan's dairy industry, which was already on the path of modernisation.

They pointed out that rising demand for edible oil, backed by evolving consumption patterns and a growing market for animal feed, provided opportunities for the company.

"Having been in Pakistan for more than 30 years, Cargill is happy to demonstrate its commitment to the country's future through investment," said Cargill Pakistan Country Head Imran Nasrullah.

"We have received a positive response from Pakistani government as we expand our presence while helping industries, farmers and communities." He added that the company would work to enhance food security by contributing to social development in the country.

Published in The Express Tribune

INTERNATIONAL FISHERIES AND AQUACULTURE CONFERENCE ON 30TH

Lahore: The Department of Fisheries & Aquaculture, University of Veterinary and Animal Sciences Lahore, is organising a two-day International Fisheries and Aquaculture Conference with the theme "Emerging Trends for Sustainable Exploitation of Aquatic Resources" on January 30-31, 2019.

Vice-Chancellor Prof Dr Talat Naseer Pasha chaired a meeting of conveners of different committees and reviewed progress on the preparations for the conference. Chairman Department of Fisheries and Aquaculture Dr Noor Khan briefed the meeting on the arrangements and expected national and international speakers coming from across the world. He said that scientists from different countries including Mexico, the USA, the UK, Croatia, Turkey, Thailand, South Korea, Sri Lanka, Columbia, Nepal, India and New Zealand have confirmed theirs participation in this event.

For News update always visit: www.facebook.com/VetNewsViews

AGRI TOURISM DEVELOPMENT CORPORATION OF PAKISTAN

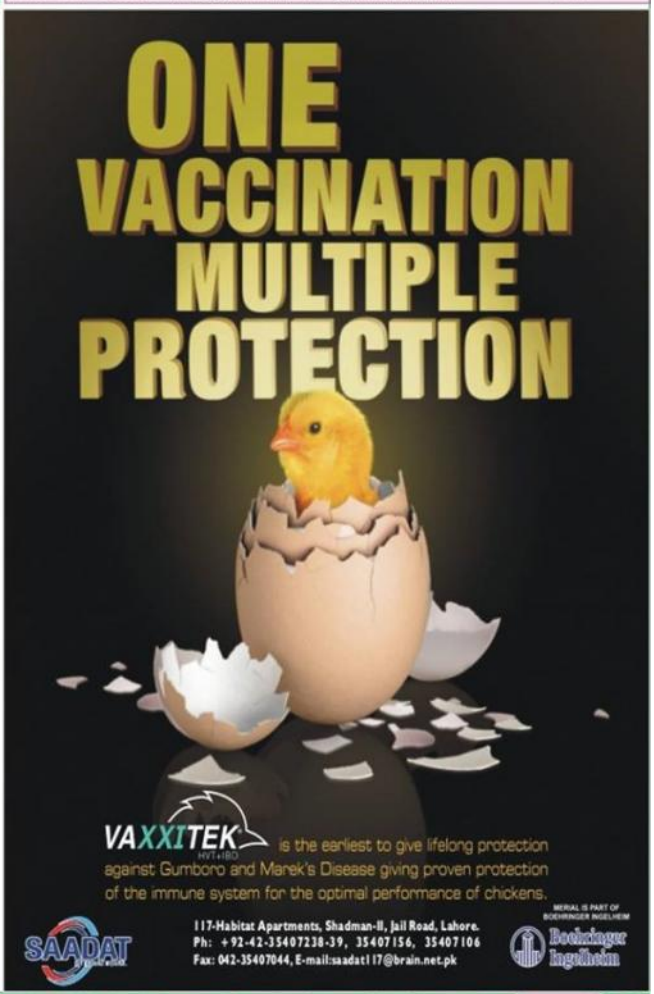

بانی ایڈیٹر ان چیف۔ پبلشر ڈاکٹر خالد محمود شوق نے سیلم نواز پرنٹنگ پریس فیصل آباد سے چھپوا کر دفتر ہفت روزہ ویٹرنری نیوز اینڈ ویوز 392/A سمن آباد فیصل آباد سے شائع کیا۔ ایڈیٹر ڈاکٹر تعین، ایگزیکٹو ایڈیٹر ذیشان خالد

اہم اطلاع

ہفت روزہ ویٹرنری نیوز اینڈ ویوز میں اپنے توسیعی مضامین شائع کروانے کے لئے اردو کے مضامین ان پیج فائل میں اور انگریزی کے مضامین WP پروگرام میں اس ای میل پر ارسال کئے جائیں۔

(ڈاکٹر ثمین ظہیر)
(ایڈیٹر ہفت روزہ ویٹرنری نیوز اینڈ ویوز)

article.vet.news.n.views@gmail.com

www.facebook.com/VetNewsViews

FD # 56

پولٹری لائیوسٹاک ڈیری زراعت ماہی پروری ڈنگی حیات اور ماحولیات کا پاکستان میں واحد اخبار

ہفت روزہ

ویٹرنری نیوز اینڈ ویوز

چیف ایڈیٹر: ڈاکٹر خالد محمود شوق
ایڈیٹر: ڈاکٹر ثمین ظہیر
ایگزیکٹو ایڈیٹر: ذیشان خالد
فیصل آباد

جلد نمبر 14 | 24 تا 31 جنوری 2019ء | صفحات 10 | قیمت 150 روپے | شمارہ نمبر 12 | ABC سے تصدیق شدہ

Email: pakissan2002@yahoo.com

چیئرمین پیپلز پارٹی بلاول بھٹو زرداری مارچ میں سندھ نیشنل لائیوسٹاک ایکسپو کا افتتاح کریں گے

لائیوسٹاک کے شعبے میں سندھ سمیت ملک بھر میں مواقع موجود ہیں، مویشی مالکان کو زیادہ سے زیادہ فائدہ دینے کے لیے ایسے مواقع فراہم کیے جائیں جن سے اس شعبے سے وابستہ افراد کو ملک کے دیگر علاقوں سے ہم آہنگ کیا جائے گا، صوبائی وزیر لائیوسٹاک اینڈ فشریز عبدالباری پتافی، صوبائی وزیر ثقافت وسیاحت اور تعلیم وخواندگی سید سردار شاہ، ایم پی اے قاسم سراج سومرو، سیکرٹری لائیوسٹاک اینڈ فشریز اعجاز احمد میمن، سیکرٹری ثقافت وسیاحت اکبر لغاری، ڈی جی لائیو سٹاک عبدالقادر جونیجو اور دیگر افسران بھی موجود تھے

کراچی (نمائندہ خصوصی) سندھ حکومت نے حیدرآباد میں سندھ نیشنل لائیو سٹاک ایکسپو منعقد کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ صوبائی وزیر سندھ برائے لائیوسٹاک اینڈ فشریز، ماہر ماہی پروری عبدالباری پتافی نے کہا ہے کہ لائیوسٹاک کے شعبے میں سندھ سمیت ملک بھر میں مواقع موجود ہیں ضرورت اس بات کی ہے کہ مقامی مویشی مالکان کو زیادہ سے زیادہ فائدہ دینے کے لیے ایسے مواقع فراہم کیے جائیں جن سے مویشی مالکان اور اس شعبے سے وابستہ افراد کو ملک کے دیگر علاقوں سے ہم آہنگ کیا جائے گا جبکہ اس ضمن میں رواں سال مارچ کے مہینے میں حیدرآباد میں سندھ نیشنل لائیو سٹاک ایکسپو کا انعقاد کیا جائے گا، جس کا افتتاح پاکستان پیپلز پارٹی کے چیئرمین بلاول بھٹو زرداری کریں گے۔ ان خیالات کا اظہار انہوں نے سندھ اسمبلی کے کمیٹی رومز میں منعقدہ ایک اعلیٰ سطحی اجلاس کی صدارت کرتے ہوئے کیا۔ اس موقع پر صوبائی وزیر ثقافت وسیاحت اور تعلیم وخواندگی سید سردار شاہ، ایم پی اے قاسم سراج سومرو، سیکرٹری لائیو سٹاک اینڈ فشریز اعجاز احمد میمن، سیکرٹری ثقافت وسیاحت اکبر لغاری، ڈی جی لائیو سٹاک عبدالقادر جونیجو اور دیگر افسران بھی موجود تھے۔ صوبائی وزیر عبدالباری پتافی نے کہا ہے کہ ہمیں اپنی صلاحیتوں کی تشہیر کی ضرورت ہے تاکہ دنیا کو پتہ چلے کہ سندھ کس قدر اپنے حسن اور قدرتی وسائل سے مالا مال ہے، صوبائی وزیر عبدالباری پتافی نے اس موقع پر مزید کہا کہ سندھ نیشنل لائیوسٹاک ایکسپو کا کامیاب بنانے کے لئے سندھ سمیت ملک بھر سے لائیوسٹاک شعبے سے وابستہ افراد کو دعوت دی جائے گی جبکہ سندھ کے دیگر اضلاع سے بھی شامل کیا جائے گا۔ اس کے علاوہ جامعات، تحقیقی اداروں، این جی اوز، مویشی مالکان، جانوروں کی دیکھ بھال اور ادویات کی کمپنیوں کی نمائندوں کو بھی شرکت کی دعوت دی جائے گی اور سیمینارز بھی منعقد کئے جائیں گے جس میں لائیوسٹاک سے وابستہ سکالرز اور ریسرچ سکالرز خطاب کریں گے۔ انہوں نے مزید کہا کہ اس دوران میڈیا ورکشیپ کو دعوت دی جائے گی جبکہ سندھ کے دیگر اضلاع سے بھی شامل کیا جائے گا۔ اس کے علاوہ فارمر کو روایتی طریقوں کی بجائے جدید طریقوں سے ہم آہنگ کیا جائے گا اور کئی کی مواقع پیدا کیے جا سکتے ہیں۔ اس موقع پر بات چیت کرتے ہوئے صوبائی وزیر سید سردار علی شاہ نے کہا کہ محکمہ ثقافت کی جانب اس موقع پر مویشی مالکان اور شرکت کرنے والے شائقین کی تفریح کے لیے ثقافتی سائٹ اور دیگر ثقافتی پروگرام منعقد کیے جائیں گے جبکہ فارمرز کی آگاہی کے لیے تھیٹر ڈرامہ بھی پیش کرنے کا اہتمام کیا جائے گا۔ اس موقع پر صوبائی وزیر عبدالباری پتافی نے ثقافت افسران کو لائیوسٹاک کی مناسبت سے ثقافت کو فعال کرنے کی ہدایت بھی کی۔

2016-17ء میں 195986 کلو گرام بھینس کا گوشت ملائیشیاء کو برآمد کیا گیا ہے جبکہ 2017-18ء میں 26520 کلوگرام بھینس کا گوشت ملائیشیاء کو پاکستان سے برآمد کیا گیا، انڈیا اور دیگر ملکوں کے نرخ پاکستان کے مقابلے میں کم ہیں، ڈاکٹر مقبول انٹیمل کورآرنٹین ڈائریکٹر لاہور

قابل غور اور توجہ طلب مسئلہ! ملائیشیاء کو حلال گوشت کی برآمد میں رکاوٹیں؟

کیا ملائیشین مشیر کی معلومات مکمل نہیں ہیں؟ پاکستان میں حلال گوشت کی برآمد کے بارے میں پنجاب حلال ڈویلپمنٹ ایجنسی کی طرف سے پچھلے کئی سالوں سے کوششیں جاری ہیں' جسٹس (ر) خلیل الرحمان نے اس بارے میں 5 کے لگ بھگ اسلام آباد اور لاہور میں انٹرنیشنل کانفرنسوں کا انعقاد بھی کروایا اور تجارتی شو بھی لگائے گئے' ڈاکٹر خالد محمود شوق کا تجزیہ

پچھلے دنوں ایوان صنعت وتجارت کراچی کے دورے کے موقع پر ملائیشیاء کے صوبے تیرنگانو کے اقتصادی مشیر حاجی روہمین عبدالرحمان نے انکشاف کیا کہ ملائیشیاء میں 2 ارب ڈالرز کی گوشت مارکیٹ ہونے کے باوجود پاکستان سے گوشت کا ایک کنٹینر بھی ملائیشیاء برآمد نہیں کیا جاتا۔ یہ ایک حیرت انگیز انکشاف ہے اور قابل توجہ بھی ہے اس میں یا تو ملائیشین مشیر حاجی روہمین عبدالرحمان کی معلومات اپ ڈیٹ نہیں ہیں اور ان کو اس بارے میں ملائیشیاء کے حکام کی طرف سے باخبر نہیں کیا گیا، یا پھر ان کی بات صحیح مان لی جائے تو پھر پاکستان کے حکام بالکل سوئے ہوئے ہیں۔ اس خبر کی تحقیق کیلئے جب ہم نے میٹ ایشپورٹز کے نمائندے سید حسن رضا اور عبدالحق سے رابطہ کیا تو سید حسن رضا تو بیمار تھے انہوں نے عبدالحق صاحب سے رابطہ کرنے کو کہا عبدالحق صاحب نے فون پر بتایا کہ یہ بات ٹھیک نہیں ہے ملائیشیاء کو ہوئی اس کے علاوہ ملائیشیاء اور شائع ہونے والی خبروں کے بارے میں وضاحت بیان کرنی چاہئے تاکہ اصل صورت حال سامنے آسکے اور خامیوں کے تدارک کے لئے اقدامات کئے جاسکیں۔

کراچی میں ایوان صنعت وتجارت کے دورے کے موقع پر ملائیشین مشیر کے بارے میں شائع شدہ خبر (جو فوری اشتہارات میں شائع ہوئی) کا مکمل متن بھی درج کیا جا رہا ہے۔

کراچی (نمائندہ خصوصی) ملائیشیاء 2 ارب ڈالرز کی گوشت کی مارکیٹ ہے۔ جہاں 24 فیصد گوشت مقامی طور پر فراہم ہے جبکہ بقیہ طلب کو مختلف ممالک سے گوشت درآمد کر کے پورا کیا جاتا ہے۔ ملائیشیاء کی گوشت کی طلب ملک کو آسٹریلیا، برازیل، نیوزی لینڈ، بھارت، بھین اور تھائی لینڈ سے درآمد کیا جاتا ہے۔ لیکن اتنے تعلقات کے باوجود پاکستان سے گوشت کا ایک کنٹینر بھی ملائیشیاء برآمد نہیں کیا جاتا۔ ان خیالات کا اظہار ملائیشیاء کے صوبے تیرنگانو کے اقتصادی مشیر حاجی روہمین عبدالرحمان نے ہفتہ کو ایوان صنعت وتجارت کراچی میں منعقدہ ایک اجلاس کے دوران کیا۔ اس موقع پر کراچی چیمبر کے صدر جنید اسماعیل ماکڈا، نائب صدر

ایگری ٹورازم

ایڈیشن انچارج استاد طارق طفیل، معاون نفیسہ بتول

www.atdcpakistan.com

فطرت شناس

(پاکستان میں ایگری ٹورازم کے بانی طارق تنویر کے لئے)

مرے زمانے کا فطرت شناس ہے طارق
کہ زندگی کو کچھ ایسے سجائے بیٹھا ہے
عجیب شخص ہے بالشت بھر زمین پہ بھی
بڑے ہی پیار سے جنگل اگائے بیٹھا ہے

محمد اقبال اثر (نلے والا)
nalewala@hotmail.com
Mob: 0303-4000192

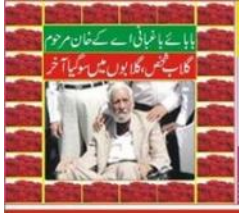

سید موسیٰ رضا جعفری کی دعوت ولیمہ کا The Ball Room ڈیفنس روڈ لاہور میں انعقاد

ڈاکٹر سید واجد رضا جعفری کے صاحبزادے کی تقریب ولیمہ میں عبدالباسط رضا محمود خورسند ڈاکٹر عظمت جاوید ڈاکٹر بختیار احمد خلیق ارشد ڈاکٹر یار محمد خان حاجی الطاف حیدر رانا سلیم اختر عبدالمعروف صدیقی اور احمد شفیق (کوثم) حسین زنجانی کی شرکت

پاکستان پولٹری ایسوسی ایشن کی سنٹرل ایگزیکٹو کمیٹی کے ممبر ڈاکٹر سید واجد رضا جعفری (چیف ایگزیکٹو ان پولٹریز و بانی ویٹ فارما انٹیگریٹڈ ایسٹیٹ) کے بیٹے سید موسیٰ رضا جعفری کی دعوت ولیمہ The Ball Room ڈیفنس روڈ میں منعقد ہوئی۔ جس میں ایم این اے ملک کرامت کھوکھر، ایم پی اے چوہدری امین، ایم پی اے ملک سرفراز سمیت ایوان صنعت و تجارت لاہور کے سابق صدر و سابق مرکزی چیئرمین پاکستان پولٹری ایسوسی ایشن (چیئرمین یک بڑا گروپ آف کمپنیز) عبدالباسط رضا محمود خورسند، ایگزیکٹو سٹیٹس اینڈ مارکیٹنگ ڈائریکٹر ٹیکنیکل گروپ آف کمپنیز ریٹائرڈ کیپٹن عبدالقیوم، چیف ایگزیکٹو بانی لیک فارما سوسائٹی زین رندھاوا، سابق مرکزی چیئرمین پاکستان پولٹری ایسوسی ایشن ہارون زون، یک بڑا گروپ کے ڈائریکٹر و چیف ایگزیکٹو ڈاکٹر حافظ عبدالقیوم، چیف ایگزیکٹو بانی لیک فارما سوسائٹی زین رندھاوا، سابق مرکزی چیئرمین پاکستان پولٹری ایسوسی ایشن ہارون زون، ڈائریکٹر سٹیٹس اینڈ مارکیٹنگ ڈائریکٹر ٹیکنیکل گروپ آف کمپنیز ریٹائرڈ کیپٹن عبدالقیوم، چیف ایگزیکٹو بانی لیک فارما سوسائٹی زین رندھاوا، سابق مرکزی چیئرمین پاکستان پولٹری ایسوسی ایشن ہارون زون و چیف ایگزیکٹو ڈاکٹر سید واجد رضا جعفری، ڈاکٹر ارشد حنیف چوہدری، پی پی اے لیٹر کے مرکزی وائس چیئرمین رانا سلیم اختر ٹیکنیکل ڈائریکٹر سٹیٹس اینڈ مارکیٹنگ بانی ویٹ فارما انٹیگریٹڈ ایسٹیٹ ڈاکٹر آصف مسعود راجا، سابق سیکرٹری وی ورلڈز و پولٹری پولٹری سائنس ایسوسی ایشن پاکستان برانچ ڈاکٹر اعظم محمود کھگاٹہ، سعود فیڈز کے چیف ایگزیکٹو ڈاکٹر رضا یونس، ڈاکٹر امتیاز شیرازی، چوہدری محمد علی، چیف ایگزیکٹو این ٹنز پرائیویٹ لمیٹڈ ڈاکٹر طاہر نذیر چوہدری، وی ورلڈز پولٹری سائنس ایسوسی ایشن پاکستان برانچ پنجاب زون کے نائب صدر و چیف ایگزیکٹو فارورڈ سلوشنز ڈاکٹر عاصم محمود خان، معروف ادیب، قلمکار، دانشور و سابق ممبر ایگزیکٹو کمیٹی پاکستان پولٹری ایسوسی ایشن ڈاکٹر میاں جوشید

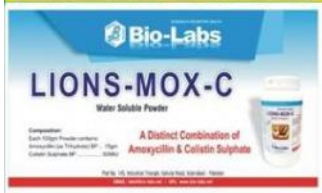

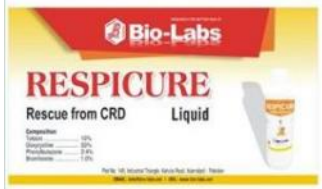

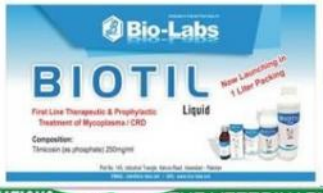

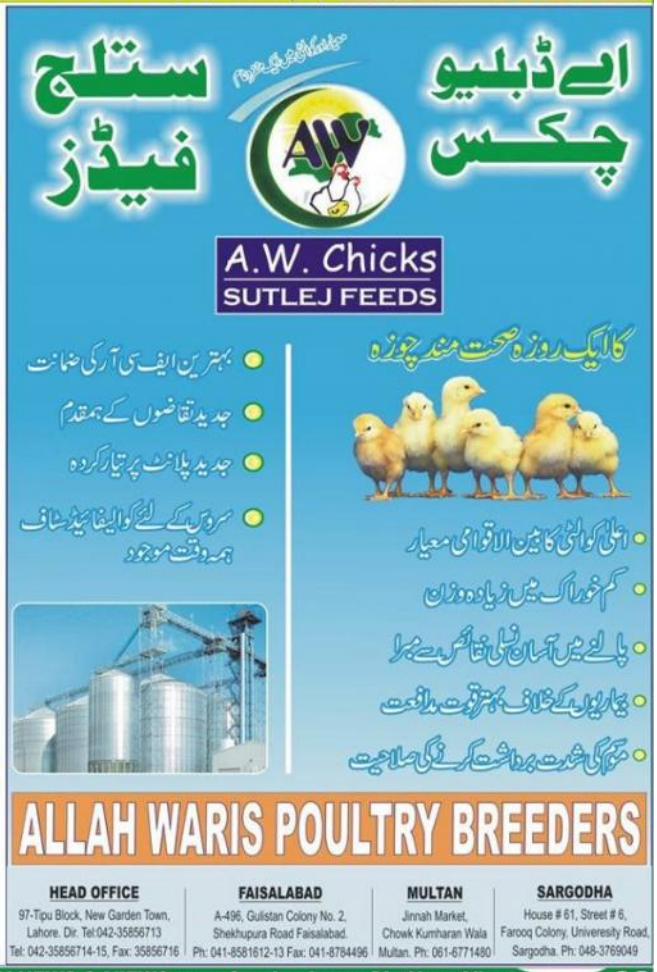

بانی ایڈیٹر ان چیف، پبلشر ڈاکٹر خالد محمود شوق نے سلیم نواز پرنٹنگ پریس فیصل آباد سے چھپوا کر دفتر ہفت روزہ ویٹرنری نیوز اینڈ ویوز 392/A سمن آباد فیصل آباد سے شائع کیا۔ ایڈیٹر انکیف حسین، ایگزیکٹو ایڈیٹر ذیشان خالد

CALF FATTENING FARMS MYTH OR REALITY?

By: **Dr.Kamran Khan** Vice President
Livestock Farmers Association,KP 0333-9153616 khandairiespk@gmail.com

Calf Fattening seems easy, profitable business. The government had launched many schemes to promote it but ultimately all failed. The Success rate is low. No one has worked on the real issue to find out the failure cause. Number one reason is the government control over meat prices. Second reason, we don't have a Beef Breed in Pakistan.

Bhagnari Breed

Our Dajal and Bhagnari has potential which yet to be explored otherwise we don't have a proper beef breed. Our meat sold in markets is from the retired or sick animals from Dairy farms.

Angus Beef Breed

A farmer has to buy the animal from open mandi's, then the cost of feed, fodder ,medicines, labor, land etc where he has to pay many direct and in direct taxes. Once the animal is ready, he has to go back to open mandi's or traditional butchers for selling where his heart sinks when he gets the prices for his hard worked flock. Next is the so called 'factories' or slaughter houses who buy the animals on weight basis. There requirements are so different and hard that farmer cant accept. Normally they are buying on live weight basis which vary from Rs 170 to 180/kg. Now let us calculate the cost of production. Lets assume if an animal gains 1000 gm or 1 kg weight per day if properly fed. The cost of production is around Rs 200/day. So we are getting 1 kg of weight and spending Rs 200.Actual Meat is half of the total weight gain. It means we are getting 1000 gm by spending Rs 400.

Market price is controlled by government and around the country its around Rs 350/kg.So in real terms farmer is making a loss of Rs 50/kg. Thats the reason this business has not become sussecful. There are rare cases where farmer is getting rate for his animals. One of the best time is on Eid.

In reality animals gain less then 700 gm/day even if they are fed concentrates and farmer is making loss of 50-100/day/animal.

The government schemes focus on rearing of calves. But the schemes are non practical. Every month thousands of calves are slaughtered in commercial dairy farms as the main focus of the farmers is on milk. The calves are considered liability and they are even sold at 1500 to 2000 Rs. In past government schemes were on helping farmers to keep calves for three months and paying Rs 1000/month or giving feed bags. The most important factor is to have the pay back agreements with slaughter houses on good rates. Every success dairy Industry (although it has yet to be properly declared Industry)has made in Pakistan has been by private sector. Once a farmer can get a good price for his 'harvest' or raised calves, new businessmen will enter the areana from private sector.

There are about 1.8 billion Muslims around the **world**, most of whom only consume **halal meat**. The halal-certified **food** and beverage **industry** is valued at $415bn. The global halal food market is expected to reach USD 739.59 billion by 2025, according to a new report by Grand View Research, Inc. The global halal food industry is expected to witness significant growth over the forecast period owing to increasing Muslim population and their substantially increasing expenditure on food & non-beverages, which is considered as the main driving force of this market. The total Islamic population is expected to increase from 23% in the present situation to around 30% of the total world population by 2030.

Pakistan has not been even in the 10 largest meat exporters of the world. Brazil is on the top and India on the second place. Could you imagine meat sold near the Holy Kabba in Mecca is from Brazil and Australia!!. Eight of the 10 **largest** suppliers of **global Halal meat** are non-Muslim majority countries, with Brazil, Australia and India at the top.

Pakistan is ranked at 19th place in Global Meat Industry. Per capita meat consumption in Pakistan is at 20-22 kg while in this region is around 40-45kg.

Pakistan has one of the worlds best meat in taste in world. In Gulf states, Pakistan meat price is higher then Brazilian, Australian and Sudanese meat. The demand is there. We only need proper government policies, soft loans on long terms for setup of Beef farms to increase our exports. Most of the Banks and financial institutes are giving loans to establish modern slaughter houses but non to make a simple beef farm. If we don't have beef farms, how will these slaughter houses run?

Calf Fattening is not a Myth, it's a reality. But to make this dream come true and make Pakistan stand among the top 10 meat exporters, some brain storming and drastic farmer friendly policies has to be made. No Policy is workable if its make in neat and tidy offices by men who don't know the difference between a Cow and a Buffaloe. Best policies are made on ground and in our case in a dirty, filthy full of dungs farm. The practical policy will be by real stakeholders, that is by farmers

Top five beef exporters globally

Rank	Country	2016 (tonnes)	%of the World
1	Brazil	1,850,000	19.60%
1	India (Buffalo meat)	1,850,000	19.60%
3	Australia	1,385,000	14.67%
4	United States	1,120,000	11.87%
5	New Zealand	580,000	6.14%

Source: http://beef2live.com/story-world-beef-exports-ranking-countries-0-106903

FOOD FOR THOUGHT!

HUZAIMA BUKHARI AND DR IKRAMUL HAQ

STATE OLIGARCHY & TAX BREAKS

The last paragraph was censored by Business Recorder

In a country where development outlay is cut drastically every year and an indomitable State Oligarchy enjoys unprecedented tax-free perquisites and perks at the expense of taxpayers, what can one expect other than fiscal chaos and double talk about loyalty to state. The self-styled defenders of "national cause" and "ideological frontiers" have done little to eliminate naked and brutal forms of exploitation prevalent in society, although it is the command of Article 3 of the Constitution that the State would ensure: "**from each according to his ability to each according to his work**". However, they require complete and unquestionable submission from everybody of their "authority" and actions, even if these fall outside their jurisdiction and/or patently unlawful. The elites and pressure groups flout the rule of law with impunity for them, vulgar ostentation of power and/or money is essential to prove their might and importance. In this scenario, the victims and sufferers are the poor and helpless masses.

Nobody is ready to expose the role of predatory elites-militro-judicial-civil complex, businessmen-turned-politicians, absentee land owners and unscrupulous tradersin our politico-economic decay. The unholy alliance between politicians, state functionaries and unscrupulous businessmen is the root cause of our many ills including politically-motivated loan write-offs and illegal flight of capital from the country leaving the masses in miserable conditions. Billions have been lost annually due to this unholy alliance. Since the rich and mighty do not pay due taxes, regressive taxes are imposed hurting the poor and middle class. On the one hand, Pakistan is a country with one of the lowest tax-to-GDP ratio, and on the other, bulk of collection is wasted mercilessly for non-productive expenses funding monstrous state machinery and luxuries of the elites.

Those in power grab state property under the pretext of rewards and awards (free or at throw-away prices) and pay no tax on it. The taxes ruthlessly collected from the masses are brazenly spent on their luxuriespalatial bungalows, fleets of cars, army of servants, foreign tours and what not. Due to meagre or non-taxation of luxury and commercial properties e.g. clubs and golf courses, unprecedented exemptions given to generals, judges and high-ranking civil officials, the national kitty suffers huge losses. **The narrative that Pakistanis do not pay taxes, popular with analysts, TV anchors, academicians, policymakers and foreign donors, is abhorringthe reality is that the poor are victims of oppressive taxes, whereas the elites are thriving on labour of the down-trodden.**

Tragically, citizens whose income falls below taxable limits under the income tax law are criminally taxed through the cleverly-woven web of withholding tax regime. Funds, extorted from their hard earned money, are plundered and wasted by the ruling elites. The militro-judicial-civil complex, Prime Minister, President, Governors, Chief Ministers, ministers, state ministers, advisers, MNAs and MPAs together squandered billions in the fiscal year 2017-18 on perks, perquisites etc. Not only this, these predatory elites did not pay tax on free or concessionary benefits and/or plots allotted in utter violation of section 13(11) of the Income Tax Ordinance, which says: "**Where, in a tax year, property is transferred or services are provided by an employer to an employee, the amount chargeable to tax to the employee under the head "Salary" for that year shall include the fair market value of the property or services determined at the time the property is transferred or the services are provided, as reduced by any payment made by the employee for the property or services**".

It is sad to note that predatory elites have been blatantly violating tax provisions and not paying taxes due on getting plots, free accommodations and other benefitsall covered in section 13(11) and 39(1)(j) of the Income Tax Ordinance, 2001. The Federal Board of Revenue (FBR) is not at all inclined to tax themtheir top notches are also beneficiaries of these advantages. They also show subordination and submission to the political masters as well as to the rich and mighty for self benefits, of course!!

Our elites are neither willing to give up their unprecedented/exorbitant perquisites and benefits, nor to pay taxes on it and resultantly, the burden of taxes is shifted on the weaker sections of society. This is the real dilemma of Pakistan. During the government of of Pakistan People Party (2008-13), an ex-Member of FBR wrote a letter to then Finance Minister, Abdul Hafeez Shaikh, that massive tax evasion/loss of revenue had occurred due to non-taxation of government property/benefits given to high-ranking officials free or at concessional rates. He took no action and the same was the case when Ishaq Dar took office. He is now a fugitive and proclaimed offender.

It was expected that Finance Minister, Asad Umar, and State Minister for Revenue, Hammad Azhar, would take action on the letter which has been lying unattended for last many years. All the previous heads of FBR also remained silent on this issue. Track record of the present Chairman of FBR shows that he would be least interested to nab the rich and mighty. Occupying key posts in Punjab under self-proclaimed *Khadim-e-Aala*, especially as Chief Secretary, he never bothered to ask the concerned secretary to collect agricultural income tax from the rich absentee landlords or mighty urban property holders. On the contrary, through an illegal executive order, the collection of agricultural income tax from the rich mighty absentee landowners of Punjab was suspended when he was serving Shehbaz Sharif as Chief Secretary. Now as Chairman FBR, it remains to be seen whether he would be able to nab about 3.5 million ultra-rich (these include his colleagues in bureaucracy, judges and generals). Till today, he has even failed to force those who live lavishly, to file their income tax returns what to speak of taxing the ultra-rich and mighty members of State Oligarchy. The people voted for Pakistan Tahreek-i-Insaf (PTI) so that they would take the powerful predatory elites and tax cheats to task. They wonder why FBR has been sparing tax-delinquent elected members (99% of them even did not bother to pay Income Support Levy for Tax Year 2013 after lapse of 5 years), unscrupulous traders, mighty military and civil officers for not paying due taxes under section 13(11) and 39(1)(j) of the Income Tax Ordinance, 2001. Recouping of lost revenues of billions of rupees from them by PTI government will certainly convey a loud message to all that they mean business and that nobody is above law. As the mighty sections of society are not paying taxes due from them, the common people argue against discharging their tax obligations, especially when the State has failed to protect their lives and properties, what to talk of providing basic facilities of education, health, clean drinking water, housing, transportation etc.

The powerful in the Land of Pure live in palatial homes with all free utilities, and enjoy free and/or subsidized facilities of golfing and club lifeall these at the expense of taxpayers' money, while the poor are suffering from malnutrition. About 60 million lack even basic facilities like clean drinking water, sewerage etc. Not only that the powerful do not pay taxes on perks and benefits, there exists within a specific group blatant discrimination. For example, superior judicial allowance of the judges of the Supreme Court and High Courts and almost all allowances are exempt under clause (56), Part I, Second Schedule to the Income Tax Ordinance, 2001, whereas judicial allowance is taxable in the hands of judges of subordinate judiciary. Does this not call for suo moto action on the touchstone of Article 25 of the Constitution? The custodians of fundamental rights are denying the same to their brothers! One hopes in the forthcoming mini-budget, that the government of PTI will take care of this at least!!

The writers, lawyers and partners in ***Huzaima, Ikram & Ijaz*** are Adjunct Faculty at Lahore University of Management Sciences (LUMS).

AGRI TOURISM DEVELOPMENT CORPORATION OF PAKISTAN

DELIVERING HEALTH CARE IN CRISES; CHALLENGES FACED BY WOMEN, CHILDREN AND ADOLESCENTS IN EMERGENCIES

MAHNOOR AKBAR, DR. MUHAMMAD SOHAIL SAJID Department of Parasitology, University of Agriculture, Faisalabad

Health emergencies are defined as events occurring suddenly can either be due to natural or man-made hazards that steadily increase the risk to public health by eventually deteriorating the situation over time. Across borders and within country, the number of displaced people is increasing rapidly because of violent, disastrous situations and conflicts occurring in recent years. UNHCR reported 60 million international migrants and internally-displaced persons with average time of displacement reaching 20 years in 2014 and more than half of these people are from Somalia, Syrian Arab Republic and Afghanistan. Both in sudden and slow-onset emergencies, girls and women are the ones majorly affected and facing numerous sexual and reproductive health challenges.

Miser abilities of women, children and adolescents

Refugees, IDPs and asylum seekers in all over the world not only lost their homes and loved ones in conflicts and humanitarian emergencies but are also deprived of comfort and protection. Women, children and adolescents being vulnerable are 14 times more likely to be impacted than men in disastrous or haphazard situation. Instead of losing homes, beloved ones and even with disability life does not stop. Even in worst situations women have to feed their babies, children need to be vaccinated and adolescents require education as well as health services, including contraception. But, life is different now and they have to do years of struggle in order to get things settle down. In 50 fragile states (Pakistan being one) under these unfortunate circumstances, deaths of 53% children under-five and 45% newborn had been reported in 2012 while the maternal deaths were more than 60%. Out of 2.6 million stillbirths and 2.9 million newborn deaths, 99% takes place in low and middle income countries, most of which are suffering from complex humanitarian emergencies. More than 250 million under-five children live in countries influenced by armed conflicts.

Sexual violence

Almost 26 million girls and women of reproductive age are living in emergency situations and lacking access to basic health services including prenatal care and family planning. Even in availability of these services, most of time, they deprived of them because of ethnicity, lacking legal migration status documentation, to name a few discriminations. Apart from this, they have to face sexual or gender-based violence in form of rape, forceful pregnancies, child marriages and female genital mutilation in emergencies further increase their problems and subject them to ill-health, desert and deprivation. 4% of disaster affected women are pregnant and 15% of which will suffer from obstetric complications. Girls' lives are further threatened owing to early pregnancies because of exposed or transactional sex and exploitation. In such fragile or hostile situations, minimum access to emergency obstetric services put lives of women and adolescent girls in danger and they will die during pregnancy or childbirth. Women with disabilities or HIV and older women need special care and are at heightened risk.

Mental disorders

IDPs, refugees, terrorism-, war-, or genocide-exposed populations and disaster survivors not only endure physical injuries or discomfort but also have to go through mental disorders. In such sudden and unexpected situation, their mental health is compromised as they are in continuous state of stress, shock and trauma. Mental rehabilitation takes years, more keen care and provision of services help in betterment of mental state.

Communicable diseases

In disastrous conditions and complex emergency situations, loss of infrastructure and haphazard situation makes it nearly impossible to maintain hygienic and sanitary practices. Contamination of food and water elevated risk of diarrheal diseases and food poisoning. This situation is even worst in developing countries than developed ones. In 2005 earthquake, Muzaffarabad, Pakistan, an outbreak of acute watery diarrhea occurred in a camp of 1800 persons due to unplanned, poor management of health services and inadequate water and sanitation facilities. Lack of excess to safe food and water also raises the risk of diseases transmitted by fecal-oral route, hepatitis A and E being the significant one. Displaced persons have to live in congested and overcrowded camps with compromised hygienic conditions resulting in more person to person contact, raising an ideal situation for infectious situations such as measles and meningitis to spread. The risk of transmission among disaster-affected population depends on the baseline vaccination coverage rates, particularly in case of children and pregnant women those immune system is comparatively more prone against diseases. A major cause of morbidity and mortality among disaster affectes, particularly in children, are acute respiratory infections. Malaria and dengue outbreaks after flooding are well-known phenomenon.

Healthcare services provided by healthcare workers

In any disaster management plan, child care services are the most crucial and tricky to plan as children are the most prone and dependant individualities in such sensitive situations. Essentially, there should be screening of infants' nutritional status so that there is more clear picture from where we have to take start. Ready to use therapeutic foods, oral rehydration, vitamin A, salts and zinc should be provided to avoid prevalence of malnutrition. The most important component of infant and young child feeding interventions in emergency situations is to emphasize exclusive and complementary breastfeeding. Women should be provided with secluded camps and counseling sessions so they can comfortably breastfeed to their infants. Measles vaccination, long lasing insecticide treated bed nets, Micronutrient distribution for children 6-59 months, child friendly spaces and basic education are the elementary health care services that should be provided by public health workers in crisis and emergencies.

For adolescent girls ensure access to emergency contraception, sexuality education, nutrition, emergency neonatal and obstetric care services, emergency skilled birth attendance and maternal healthcare that include family planning counseling. Also provide them with folic acid and iron supplements as their deficiencies mostly prevail and further elevated in disastrous conditions. Ensure vocational training centers for adolescents that bestow them with basic skills so they may not remain dependable on others for rest of their lives.

Mothers' health in humanitarian emergencies are crucial as the lives of babies are also linked with mothers and they not have to take care of themselves but also need to support their babies. So psychosocial care should be provided including therapies to release post-traumatic stress. Apart from this, menstrual hygiene management, comprehensive abortion care, micronutrients and HIV prevention must be enrolled in healthcare services planned to provide women in emergencies.

Challenges in delivering healthcare facilities in emergencies

Funding

In humanitarian emergencies, national governments often cannot finance, manage or provide health services. International Medical Corps argue that in complex emergencies, resources for children are often among the first items to be served. Donors need to increase long term, predictable aid for health to fragile states

through funding mechanisms that are flexible and able to respond to different and changing contexts. This includes investing in and maintaining health infrastructure, reliable and timely funding is also needed to support the tailored intervention packages recommended for humanitarian settings.

Highly trained health workers

An adequate number of trained and resourced frontline health workers are needed to provide services. Available local health staff may need up-to-date competency based training in order to be able to deliver the full range of healthcare service. For example, many newborn deaths are preventable with appropriate, good quality care. Consequently, health providers competent in emergency neonatal care are particularly critical because referral to hospital may not always be feasible. Where limited numbers of staff are available, task-shifting has been suggested as a potential solution. This involves re-distributing tasks among staff whereby appropriate specific tasks are moved from highly qualified health workers to less qualified health workers.

Attack on Healthcare workers

Attacks on health care do not occur only as a result of direct violence. Threats to health workers, patients and health facilities also take place through intentional withholding of medicines and treatment to besieged populations, and through deliberate interruptions to water and power supplies, reducing the functionality of health facilities.

More than ever we need to strengthen the health interventions and cooperation between stakeholders for bridging gaps and maximizing the opportunities for sustained impact on the wellbeing, safety and health of child, women and adolescents. Improved surveillance systems and survey methods are needed to address the questions that aimed at enhancing the affected population health.

AGRI TOURISM DEVELOPMENT CORPORATION OF PAKISTAN

بانی ایڈیٹر ان چیف، پبلشر ڈاکٹر خالد محمود شوق نے سیم نواز پرنٹنگ پریس فیصل آباد سے چھپوا کر دفتر ہفت روزہ ویٹرنری نیوز اینڈ ویوز 392/A سمن آباد فیصل آباد سے شائع کیا۔ ایڈیٹر انچیف ایگزیکٹو ایڈیٹر رضوان خالد

www.facebook.com/VetNewsViews
Poultry Livestock, Fishries, Dairy, Wildlife, Environment Newspaper
The Weekly FD # 56
Veterinary News & Views
Faisalabad
Editor in Chief Dr. Khalid Mahmood Shouq
Editor Dr. Tean Zaheer
Executive Editor Zeeshan Khalid
Vol 14 24 - 31 Jan 2019 Rs. 150/- Page 10 Issue No. 12 ABC Certified

INTERNATIONAL TRAINING WORKSHOP ON ' BOVINE REPRODUCTION AND ARTIFICIAL INSEMINATION ' JOINTLY ORGANIZED BY SINDH AGRICULTURE UNIVERSITY TANDOJAM AND HIGHER EDUCATION COMMISSION PAKISTAN AT SINDH AGRICULTURE UNIVERSITY TANDOJAM

International Training workshop on ' Bovine Reproduction and Artificial Insemination ' jointly organized by Sindh Agriculture University Tandojam and Higher Education Commission Pakistan at Sindh Agriculture University Tandojam.

A large number of researchers, veterinary practitioners, livestock farmers , Faculty members and Students Participated in the international workshop.

Professor Dr Mujeeb Memon Vice Chancellor SAU Tandojam, Professor Dr Gerhard Schuler from Giessen University Germany , Professor Dr Mushtaque Memon from Washington State university USA , Professor Dr Noor Muhammad Soomro Dean FAH-VSc, Professor Dr Abdullah G Arijo, Professor Dr Pershutam khatri also spoke on the occasion.

OSTRICH FARMING ALLOWED IN SINDH, PA TOLD

Karachi: The Sindh Assembly was informed during Question Hour on Monday that ostrich was not defined as a protected bird under the provincial wildlife laws and its farming was allowed under relevant laws.

Furnishing a statement on the floor, Forest and Wildlife Minister Syed Nasir Hussain Shah said that a special permission for ostrich farming was required to be obtained from the provincial authorities as for poultry farming.

He said that a private farm had been established in Thatta for ostrich farming.

In reply to a question, he said that the Rs150.97 million project of rehabilitation and improvement of wildlife sanctuaries at the Haleji Lake, Langh Lake, Thatta and Qambar could not be completed owing to paucity of funds, and added that it would be completed in June.

He said that different jobs at the Haleji Lake, including liner plantation along the inspection path, development of floating mounts, development of a pelican island, restoration of historical information centres, development of the fun area

for children, restoration and repair of lavatories, restoration of the crocodile enclosure, installation of a wireless system, and construction of floating rooms, had been carried out.

In reply to another question asked by opposition member Nusrat Sehar Abbasi, the minister said that a Rs50m project for habitat restoration and development of water harvesting facilities at the KNP, Karachi, and Jamshoro was expected to be completed by June 2019.

However, he added, the project's date of completion had been extended by two years because of paucity of funds.

Answering a question by opposition member Arif Mustafa Jatoi, the minister said the Pai Forest in Shaheed Benazirabad had been declared a game reserve.

He said that hunting was not allowed in the Pai Forest, but the government was empowered to relax the rules and issue permits for hunting in special cases.

In reply to another question, Mr Shah furnished details of the year-wise allocation and utilisation of the budget for plantation and rehabilitation of forests during the past five years.

The minister said Rs612m was allocated in 2017-18.

Giving answer to a question, he said that the local fishermen were catching Indus blind dolphin as previously the Sindh fisheries department was issuing fishing permits for the catch.

He said that the population of the endangered species had remarkably increased since 2014 when the issuance of fishing licences by the SFD was finally stopped with efforts of the Sindh wildlife department.

The minister also told the house on a question by opposition member Arsalan Taj Hussain that 12 different species were declared endangered in the province. They were: Sindh ibex, Afghan urial, Indian wolf, honey badger, mugger, or marsh crocodile, gharial, or gavial, smooth-coated Indian otter, Indus blind dolphin, greater flamingo, freshwater turtles, hog deer (axis porcinus) and chinkara deer.

He said that several steps had been taken to conserve the endangered species. The steps, he said, included the establishment of a series of protected areas such as National Park, 34 wildlife sanctuaries and 13 game reserves for protection, conservation and management of endangered wildlife species.

Besides, the minister said, the Sindh Turtles and Tortoise Protection, Conservation and Compensation Rules 2014 had been enacted to ensure the conservation and protection of turtles in the province.

www.facebook.com/VetNewsViews

AGRI SECTOR BE GIVEN PRIORITY IN MINI-BUDGET: PKI

Lahore: The farming community has demanded that the Pakistan Tehreek-iInsaf government should give priority to the agriculture sector in the mini-budget to be announced later this month, saying that the allocations for the sector in dollar terms have become negligible because of the rupee devaluation.

In a communiqué sent to the federal finance authorities on Thursday, it was regretted that the delay in announcement of agriculture policy and decisions by the government tantamount to display of apathy towards the farmers.

Issued on behalf of the Pakistan Kissan Ittehad (PKI) president Khalid Mahmood Khokhar, it however admitted that continuation of reduction in electricity tariff for agricultural use, removal of fixed power tariff on tube-well motors, restricting illegal import of cotton from Torkham border etc are some of the steps which indicated that growers were now being heard by the policy makers.

It suggests the federal government and finance minister should consider incorporating their proposals in the finance bill. It also proposes enhancing research allocations to 1.0pc from the current 0.2pc instantly and taking it to 2.0pc in three years for enabling the sector to deal with emerging issues and developing new production and protection technologies.

The farmers want immediate withdrawal of GST on sale of tractors or the government increase the interest rate on bank loans extended for the purchase of tractors and reverse engineering of other imported farm implements for making these affordable for small growers, as well as provision of land levelers at 60pc subsidised rates at least in water-scarce districts.

The letter suggests the government should commit a minimum price for oil seeds and pulses and impose duty on their import so that the growers sow the two crops confidently and help the government save the huge foreign exchange spent on their import.

Calling for increase in the agriculture allocations, it points out that prior to devolution (2008-09), the developmental budget of the Federal Ministry of Food and Agriculture and Ministry of Livestock was around Rs30 billion in addition to provincial spending by agriculture and live-stock departments, whereas after devolution (2013-14), the consolidated developmental budget of all four provinces is less than Rs15 billion and of MNFSR is less than Rs1 billion. This shows an overall investment on agriculture curtailed by 50pc. Considering the devaluation of rupee, these figures would be the worst. In 2008, the dollar exchange rate stood at around Rs60 against Rs138 today.

It regretted that the local growers are experiencing the world highest farm input cost. It said though the PTI government recently re-introduced reduced electricity tariff rate for agricultural use and removed the power surcharge on tube-well motors, the benefit was nullified due to 2pc GST on fertilizers and increase in pesticides prices by 50pc because of closure of some production facilities in China.

The farmers proposed discontinuation of the 2pc GST on fertilizers and announcement of 30pc flat subsidy on import of pesticide. This, they said, would cost the government a revenue loss of less than Rs2 billion but increase the agriculture productivity manifold.

They also suggested reduction in tariff on diesel, the main fuel for agriculture, for bringing down the input cost and making farm yield more competitive in the world market.

The letter also recommends giving special priority to fertilizer units in gas allocation for manufacturing high-value specialised fertilizers like Nitrophos and Calcium Ammonium Nitrate (CAN).

It says that keeping in view the government`s target to produce 150 million bales of cotton in 2019, it is naïve to expect farmers to deliver without consistent and affordable availability of this crucial input.

It urges the government to strictly monitor and regulate disbursement of farm loans as commercial banks lack infrastructure and manpower to extend loans to agriculture sector and prefer giving the credit facility to agro-based industries. Loans to small growers must be interest free, it suggests, adding that 'pre-approved' loans worth Rs500,000 should be issued through 'Insaf Kissan Card' readily available to small growers for six months.

In the livestock sector, it suggests that instead of relying on import of dry milk, the government needs to incentivise the local industry in order to enhance production and promises full support to the government if these demands are met.

ANOTHER US CITIZEN HUNTS HIGHEST RATED ASTORE MARKHOR

Gilgit: Another American citizen hunted the highest rated Astore Markhor in Jutial conservancy near Gilgit on Sunday.

According to officials of GB wildlife department, the American citizen, Dianda Christopher Anthony, had paid 105,000 US dollars to the department for obtaining hunting licence of the rare species. The horn size of the animal was 48 inches and the hunter fired at it from a distance of 360 meters. Last Sunday, another American citizen, John Amistoso, had hunted the Astore Markhor in the community-controlled Bunji area of Gilgit.

The permit for Astore Markhor had been obtained for 100,000 US dollars. The wildlife department had auctioned hunting permits for over 100 rare species

under trophy hunting programme of 2018-19.

The licences for trophy hunting included four Astore Markhors, 14 blue sheep and 95 ibex. So far 55 ibex, 12 blue sheep and two Astore Markhors have been hunted across the region in the current season.

Hunters from Denmark, Turkey, America and Spain hunted various species. Top officials, judges and their guests also hunted rare species in various areas after getting permits.

On Thursday last, Senator Talha Mahmood claimed to set a record by hunting an ibex with a 54-inch horns in Hunza district.

However, the hunting of rare and endangered species in GB is being discouraged by environmentalists and social activists.

Activists protested on social media for killing of wildlife animals by lawmakers and influential persons and termed the move against conservation of ecological system in GB.

They demanded review of the trophy hunting programme for conservation and protection of wildlife in GB.

The trophy hunting quota is specified on the basis of annual surveys conducte d by the wildlife experts. Hunting of only overage and oversize animals is allowed. Eighty per cent of the amount received from the trophy hunting programme goes to local communities to be spent on education, health and other development projects.

This was the second successful hunt of the four markhor permits issued by the GB government for the current hunting season and 5th trophy hunt in Jutial conservancy since the start of the community-based markhor conservation programme 15 years ago.Correspondent

AGRICULTURE NEEDS NO POLITICAL HEAT

BY MOHIUDDIN AAZIM

AGRICULTURE cannot perform up to its potential unless there is a smooth working relationship between federal and provincial governments.

This is not the case right now: the federal government wants the removal of the current chief minister of Sindh and treats the opposition parties the PPP and the PML-N with utter contempt while grievances of the PTI`s coalition partners in Balochistan refuse to go. The opposition parties as well as independent analysts have expressed serious reservations about the manner in which the anti-corruption drive is moving on. Some people call it selective and one-sided.

Under these circumstances, the PTI needs to make sincere efforts to improve the relationship with Sindh and coalition partners in Balochistan. `Without this, a strategy to promote agriculture can hardly yield the desired results,` opines a former secretary of the Sindh Agriculture Department.

'And, apart from making political environment less hostile, the issue of an acute shortage of irrigation water in Sindh and Balochistan must be addressed on an urgent basis.` The agricultural output in the two provinces continues to suffer due to the scarcity of water.

Federal Minister for National Food Security and Research Sahibzada Mahboob Sultan is relying on a 19-point strategy for agricultural recovery and growth. He shared with agriculturalists some key elements of this strategy at a recent seminar on the cotton sector in Multan.

Under this strategy, the government intends to increase the funding for research on agriculture by 500 per cent, keep prices of agricultural implements low, reduce imports of fertilisers and agricultural inputs and promote their local production, mitigate effects of urbanisation on agriculture and provide financial and technical support for upgrading the services' extension wings of provincial agriculture departments.

These and some other aspects of his agriculture promotion strategy need lots of financial resources. Given the current fiscal woes, the implementation of the strategy, at least during this fiscal year, seems just too ambitious.

Besides, the bureaucracy in Sindh, with about one-fourth share in the country`s agriculture, is frightened. Instead of doing routine jobs, many officials are busy responding to the enquiries by the National Accountability Bureau (NAB) and other investigation agencies. One can feel an air of bitterness in all provincial departments. Agriculture is no exception.

Perhaps it is time for the PTI to take the smaller provinces on board when it comes to designing and implementing policies of national importance. Senior officials of the Sindh Agriculture Department complain that the federal government has so far not taken them on board in the formulation of 'any 19-point strategy for agricultural revival and growth'.

Regardless of whether the federal government has formulated the strategy without seeking input from all provinces, the key question is: will agriculture grow this year at 3.6pc, the yearly average that the five-year economic growth plan of the PTI has envisaged? Officials of the Ministry of National Food Security and Research are optimistic about it. But they are unwilling to share the projected growth in each sub-sector of agriculture le major and minor crops, livestock and fisheries and forestry.

Federal ministers, including Finance Minister Asad Umar, take pride in the fact that during the six months of the PTI government, agricultural lending increased, as did the overall credit disbursement to the private sector. But higher agricultural lending alone does not indicate higher productivity.

Government officials conveniently forget the fact that a massive rupee depreciation and uptick in headline inflation have not only increased the cost of living for all Pakistanis but also made agricultural inputs costlier, requiring farmers to obtain more bank loans.

The PTI promised in its election manifesto that it would optimise the existing subsidy programmes for agriculture and introduce new ones. That has not happened so far -not at a scale to make any impact on agricultural growth in the current fiscal year, farmers' groups point out.

The PTI had also promised to share the cost of investment required to boost agricultural productivity. That, too, has not happened.

Agriculturalists across Pakistan are still waiting for Chinese investment to trickle in the agriculture sector. Minister for Planning and Development Makhdoom Khusro Bakhtiar says that the much-awaited meeting of the Pak-China joint working group on agriculture will be held in mid-February. Until the outcome of that meeting is shared with all provinces and the details of the memorandum of understanding signed earlier on agricultural cooperation between the two countries made public, speculating on the direction and pace of agricultural growth is just too difficult, officials of the Sindh Agriculture Department say.

In the last fiscal year when the overall economy grew 5.8pc, growth of the agriculture sector was 3.8pc. But that had come in the wake of a weaker growth of 2.1pc a year earlier. Now the government has projected 4.2pc growth for the overall economy and 3.6pc for agriculture for the current fiscal year.

Whether agriculture can actually grow this much with the base growth rate of the last year, and with three out of four major crops cotton, rice and sugarcane showing signs of weakness, is a million-dollar question. Naturally, the reliance for agricultural growth in 2018-19 will be on livestock that also had recorded 3.8pc sub-sectoral growth in 2017-18 against 2.9pc in the preceding fiscal year. If the agriculture sector as a whole is going to grow at 3.6pc this year then this can happen only if the livestock sector posts a higher growth. But that`s not too easy due to the base effect and also because we haven't seen any breakthrough in livestock productivity.

Two of the several points of the PTI`s agricultural growth strategy are about setting up livestock productivity promotion zones and investment in supply chain of this sector. Both need to be implemented with sufficient transfer of federal funds for this purpose and financial and technical preparedness of the provinces.

In Sindh and Balochistan, nothing of the sort has happened thus far, though some progress has been made in Punjab, officials of agricultural departments of the smaller provinces say.

Fisheries, too, continue to suffer. The governments of the coastal provinces of Sindh and Balochistan could have easily taken the lead in this area, but that has not been the case.

CDA, MCI TOLD TO TAKE STEPS TO OPEN SLAUGHTERHOUSE, FOOD AUTHORITY IN CAPITAL

Islamabad: The Senate Standing Committee on Interior has directed the capital`s civic organisations to take steps to set up slaughterhouses and a food authority.

The committee, chaired by Senator Rehman Malik, discussed issues facing both the Capital Development Authority (CDA) and the Metropolitan Corporation Islamabad (MCI) during its meeting on Monday. The senators said that in the absence of a slaughterhouse citizens are not being provided hygienic meat. The committee was informed that a site has already been allotted for a slaughterhouse but the PC-I for the project has not yet been approved.

In response, Senator Malik said no further delays would be tolerated in this project, which has already been delayed for years. He constituted a committee led by Senator Ateeq Shaikh that will meet with the CDA and MCI to begin construction work for a slaughterhouse. The committee initially gave the organisations two months to build a slaughterhouse.

Before the local government was formed, the slaughterhouse project was a priority for the CDA. In 2014, officials promised residents that construction would start soon on a state-of-the art slaughterhouse, and in 2015 a CDA board meeting approved a site for the facility in I-11.

The PC-I for the project has not been approved so far, and sources in the CDA said that high-ups believe that with the formation of the local government it now falls to the MCI to bear the cost of the project, while the MCI does not have the money to do so.

Mayor Sheikh Anser Aziz confirmed in the committee meeting that there is no slaughterhouse in the capital. He said local butchers used to use the Sihala slaughterhouse, which has now been closed, and now slaughter animals in their homes or at other private locations. The committee also discussed the proposed Islamabad Food Authority.

Chief Commissioner Amer Ali Ahmad, who is also acting chairman of the CDA, said work is being done to complete legislation for such an authority, and there has been progress in this project.

The senators also recommended small picnic spots in the Margalla Hills for people who cannot go to Monal or other expensive picnic areas.

Senator Malik added that he had learned that the police were harassing people visiting Monal and other areas, and directed the Islamabad police not to disturb couples and families unnecessarily while on picnics.

The committee also directed the MCI to decide on the fate of the Citizen Club in F-9, which has been abandoned for years.

Senator Javed Abbasi remarked that Islamabad Club is beyond the reach of the middle class, and other clubs are needed to facilitate the middle class.

Discussing progress on the administrative, financial and legal issues facing the MCI, senators recommended transferring the organisation all due funding. Funds should also be allocated to the MCI and CDA separately in the new budget, they said.

Since the local government was formed, 9,523 of the CDA's 18,774 employees have been transferred to the MCI along with their directorates while 5,544 are working in directorates that have been partially dewolved.

The CDA has retained 3,227 employees so far. The CDA is providing the MCI funding on a loan basis to pay employees and make other necessary development expenditure, as both the PML-N and PTI governments have not released funding for the MCI.

www.facebook.com/VetNewsViews

بانی ایڈیٹر ان چیف، پبلشر ڈاکٹر خالد محمود شوق نے سلیم نواز پرنٹنگ پریس فیصل آباد سے چھپوا کر دفتر ہفت روزہ ویٹرنری نیوز اینڈ ویوز 392/A سمن آباد فیصل آباد سے شائع کیا۔ ایڈیٹر انچیف ایگزیکٹو ایڈیٹر زیشان خالد

www.facebook.com/VetNewsViews
PD # 50
پاکستان کا پہلا ویٹرنری ایڈوائزری، زراعت، تحقیقی، پیداوری، تکنیکی حیات اور سائنسی ایجادات کا پاکستان میں واحد اخبار
ہفت روزہ
ویٹرنری نیوز اینڈ ویوز
چیف ایڈیٹر: ڈاکٹر خالد محمود شفیق
ایڈیٹر: ڈاکٹر تنویر نصیر
ایگزیکٹو ایڈیٹر: نازیہ خالد
فیصل آباد
جلد نمبر 14 | 24 : 31 جنوری 2019ء | صفحات 10 | قیمت 150 روپے | شمارہ نمبر 12 | ABC سے تصدیق شدہ
Email: paksuan2002@yahoo.com

کارگیل کا پاکستان میں 200 ملین ڈالر کی سرمایہ کاری کا اعلان

وزیراعظم عمران خان سے کارگیل کے وفد کی ملاقات

وزیراعظم عمران خان سے کارگیل کے وفد کی ملاقات میں 2012ء میں کی گئی سرمایہ کاری کا ورکنگ کیپیٹل کے طور پر استعمال کرنے سے متعلق تبادلہ خیال ہوا۔ کارگیل کے وفد نے وزیراعظم عمران خان سے ملاقات کی۔ وزیراعظم عمران خان نے کارگیل کے وفد کو پاکستان میں 2012ء میں کی گئی سرمایہ کاری کا ورکنگ کیپیٹل کے طور پر استعمال کرنے سے متعلق تبادلہ خیال کیا۔ وزیراعظم عمران خان نے کارگیل کے وفد کو پاکستان میں سرمایہ کاری کے لئے سازگار ماحول کی یقین دہانی کروائی

www.facebook.com/VetNewsViews
Poultry Livestock, Fishries, Dairy, Wildlife, Environment Newspaper
The Weekly FD # 56
Veterinary News & Views
Faisalabad
Editor in Chief Dr. Khalid Mahmood Shouq
Editor Dr. Tean Zaheer
Executive Editor Zeeshan Khalid
Vol 14 24 - 31 Jan 2019 Rs. 150/- Page 10 Issue No. 12 ABC Certified

INTERVIEW WITH PROF. DR. ZAFAR IQBAL QURESHI (DEAN, FACULTY OF VETERINARY SCIENCE, UNIVERSITY OF AGRICULTURE, FAISALABAD)

Report By: Tean Zaheer
Editor, The Veterinary News and Views

Prof. Dr. Zafar Iqbal Qureshi, the Dean Faculty of Veterinary Science, University of Agriculture, Faisalabad is an accomplished theriogenologist of International fame. He has published several quality publications in National and International Journals. He has supervised number of postgraduate students for successful completion of their master's and Doctoral degrees. Apart from academic job role, Dr. Zafar Iqbal has been efficiently performing administrative duties as Director of Student Affairs (DSA), Chief Hall Warden, and Chairman Department of Theriogenology for many years at University of Agriculture, Faisalabad. The Editor Veterinary News and Views (Dr. Tean Zaheer) along with editorial members (Dr. Fizzah Laeeq and Dr. Zarreen Sajjad) conducted an interview of Dean FVS, UAF to discuss his vision as a Dean and prospective areas of focus in coming days. Worthy Dean shared his valuable thoughts concerning different aspects of his focus as under:

He stated, "My vision as a Dean is to work for the overall betterment of FVS, UAF".

Keeping in view the ever-growing increase in the number of Veterinary graduates being produced from several Veterinary institutions countrywide. Dean FVS said that "The improvement in the quality of education and hands on trainings for the FVS graduates is my primary focus". He further said that he as Dean of FVS, aims for the betterment in Faculty's infrastructure to adequately accommodate students considering their comfort and satisfy their educational needs as per the new professional developments of international standards". Replying to the question regarding department wise agenda for the improvement of infrastructure, the dean was of the view that there is need to focus on the outdoor clinics and diagnostic laboratories of the faculty. He aims to build a highly functional operation theatre at The Department of Theriogenology, the Department of CMS in collaboration with that of Theriogenology. In his opinion CMS, Theriogenology and Pathology departments need to have a mobile Veterinary Clinic for dealing the field cases at farmer's doorstep. Moreover, the clinic hours of these clinics and diagnostic laboratory would be extended further to enhance the case turnover rate each day. The students and faculty would be assigned with defined duty hours at all clinics and diagnostic labs to ensure equal participation and training of upcoming Veterinary professionals which shall provide ample time to the students to get educated on the practical field issues. In response to the question regarding hands on training sessions, Dr. Zafar was of the view that both short term, long-term trainings and refreshers must be arranged for the faculty members and students. The hands-on trainings and techniques like Ultrasonography would be organized by faculty to equip the upcoming professionals with latest techniques.

Dr. Zafar Iqbal Qureshi said that the worthy Pro-Vice Chancellor and whole administration is on the same page regarding recruitment of both teaching and non-teaching faculty at UAF. The applications received from several departments are already under keen consideration, he added.

The worthy Dean appeared quite up beat on bridging the academia-industry gap, he said: "I aim to bridge the existing gap between FVS and the commercial industry". He plans that Faculty of Veterinary Science shall soon be conducting interactive seminars, meetings and conferences of the Commercial industry's stakeholders with the Students of FVS. He thinks that the post-graduate students must plan their research projects to win grants/funds/support by respective industry. He further told that he is already designing a platform to bring both industry and FVS as close as professionally possible.

On a question regarding placement and follow-up of internees, the Dean FVS promptly said that he and his internship working group is already working on this subject. He aims to well acquaint and train the FVS students with the ability to choose a right carrier pathway based on their own aptitude and interests. He told that the students must feel free to provide suggestions or lodge complaints about any issue faced as he would be quite open and welcoming to them.

On being asked about the message for FVS students from this interview, Dr. Zafar said that the Dean and his faculty members are always there for facilitation of students. The students can directly consult the dean regarding any issue faced by them so that the concerned authorities may be mobilized accordingly to resolve genuine issues.

The Veterinary News and Views congratulates him and wishes him good luck for his responsibilities as Dean with high expectations from him. The team of Veterinary News and Views is thankful to Prof. Dr. Zafar Iqbal Qureshi for giving time from his very busy schedule.

CHOLISTAN VETERINARY UNIVERSITY ADMISSIONS WITHIN TWO MONTHS

Bahawalpur: Arrangements for students' admissions and start of academic activities at the newly established Cholistan University of Veterinary & Animal Sciences (CUV&AS) is under way.

This was disclosed by Vice Chancellor of University of Veterinary & Animal Science (UVAS), Lahore, Prof Dr Talat Naseer Pasha ,who is also holding additional charge of the post of VC of new varsity.

Talking to Dawn by phone on Thursday, Prof Pasha said that Punjab Higher Education Department (HED) had been moved in this matter. Presently, according to him, the HED was reviewing the entire programme, including admissions and beginning of classes.

He expected admissions within next two months, February-end/ March. He said the academic block of the varsity constructed on Yazman Road was already complete.

The university administration is presently planning to run advertisements for inviting admissions.

Meanwhile, varsity Deputy Registrar Slaman Mirza told Dawn that a good news would soon be out for the launch of the Cholistan university as necessary work in this connection was going on rapidly.

The Punjab Livestock and Dairy Development (LDD) department has already invited applications for the appointment of vice-chancellor. Sources said the process toselect the VC might be completed within a period of two months by the search committee approved by the Punjab cabinet at its first-ever meeting held here on Dec 29 last.

THE SURPRISING ORIGIN OF CHICKEN AS A DIETARY STAPLE

Before 1948, chicken wasn't a mainstay of the dinner table. A contest to breed a bigger, better bird changed that.

In this excerpt of Big Chicken: The Incredible Story of How Antibiotics Created Modern Agriculture and Changed the Way the World Eats, author Maryn McKenna chronicles the rise of the backyard chicken to dietary staple.

In 1925 there were more than six million farms in the United States, compared with two million now. They were mostly small properties, growing a mix of crops and animals, and they almost all raised chickens. Which type of chicken was a complicated question, because there were so many to choose from.

The January 1921 issue of the *American Poultry Journal* carried six pages of small-type classified ads featuring dozens of varieties from hundreds of breeders nationwide: Single-Comb Anconas, Silver Wyandottes, Brown Leghorns, Black Langshans, Light Brahmas, Sicilian Buttercups, Golden Campinos, White-Laced Red Cornish, Silver- Gray Dorkings, Silver-Spangled Hamburgs, Mottled Houdans, Mahogany Orloffs, White Minorcas, Speckled Sussex. Most farms kept small flocks, from a few birds up to about 200, and for most of them, the point of chickens was eggs; birds were sold for meat only when hens were spent or when chicks hatched out male. Farmers chose the variety they raised based on what other farmers in their area preferredbreeds that had adapted well to whatever wet or dry, windy or humid conditions prevailed where they livedor because they were persuaded by boastful ads that talked up the egg production of breeds that won medals at state and national poultry expositions.

Chicken production's first step on the road to innovation, and the expansion that followed it, came in 1923 with the first electrically heated incubator. That freed farmers from having to choose and maintain breeding stock, and also from losing the months in a hen's short productive life when she would be hatching her eggs instead of laying more. Now they could outsource those tasks to a new tier of the industry, thousands of hatcheries shipping newborn chicks by mail. But the breeds those chicks came from were still selected for maximum egg production, not for any eating pleasure they might offer after their laying years ended.

Choosing birds for how many eggs they could lay was a smart strategy through the privations of the Great Depression and the restrictions of World War II: It maximized the protein you could get from a bird without sacrificing the bird herself. But after the war, when beef and pork emerged from rationing, eggs seemed dull by comparison, and laying hens' lack of tasty muscle made them an insufficient alternative. People had willingly cut their meat eating for a long time, to support the war. Now they wanted to indulge.

One smart retailer saw the problem coming. Howard C. Pierce, the poultry research director for the A&P Food Stores supermarket chain, told a November 1944 poultry meeting in Canada that someone needed to develop a sumptuous chicken, a bird with a breast like a turkey's. By the next summer, his wish ignited an extraordinary undertaking: the Chicken of Tomorrow contest, organized by the USDA, with the backing of A&P and the support of every major poultry and egg organization in the country, all aimed at breeding a better chicken.

The effort was massive. The contest had 55 national organizers scientists and bureaucrats loaned from government agencies, producer organizations, and land-grant colleges and hundreds of volunteers in 44 states. (That was out of 48; Alaska and Hawaii had not been added yet.) It began with state contests in 1946, progressed to regional judging in 1947, and ended with a national competition, held at the University of Delaware's Agricultural Experiment Station, in 1948.

Eggs are produced at a conventional battery-cage facility in Lancaster County, Penn., an agricultural region where poultry farming has been on the uptick to meet growing demand from

What they aimed to achieve was droolingly described in the *Saturday Evening Post* in 1947, after the contest was two-thirds through: "one bird chunky enough for the whole family a chicken with breast meat so thick you can carve it into steaks, with drumsticks that contain a minimum of bone buried in layers of juicy dark meat, all costing less instead of more." Anyone who wanted to compete and they ranged from small farmers to large, established companies was granted one year to devise and breed a bird that possessed the sturdy, meaty qualities the contest was hoping for. If they reached that goal, they then had to prove their bird was reproducible, by breeding enough birds in enough generations to last through a three-year beauty pageant.

This was a significant challenge. Creating better poultry varieties had been a goal for decades, but maintaining reliable crosses had been challenging. Farmers distrusted crosses, worrying they would be sickly and not breed true, so most of the aspirants to the Chicken of Tomorrow contest competed by tuning up pure breeds that they were already raising. In the final stage of the contest, only eight of the 40 contestants entered birds crossbred from the historic standard breeds.

By March 1948, all 40 breeders, plus six more in case any were eliminated, shipped 720 eggs each to a hatchery on Maryland's Eastern Shore. The shipments came from 25 states and were loaded onto trains according to a precise timetable so that each arrived at the right hour to go into incubators. The batches were coded so that only a few people knew their identity and put into one hatching pen per breeder, dark chickens next to white in case any got loose and tumbled into the pen next door. Once the eggs hatched, 410 chicks400 for judging and 10 extra in case any came to harm were picked at random from each batch of 500 and driven to new purpose-built barns.

About 80 percent of antibiotics sold in the U.S. are used in livestock. The practice dates back to the 1950s, when it was discovered that feed laced with antibiotics allowed chickens to grow

The chicks were allowed to grow for 12 weeks and two days and then were killed, defeat hered, weighed, and chilled, as if they were going to be sold. Out of each breeder's batch, 50 were picked for judging. That meant the judges were looking at 2,000 birds, and evaluating each of them on 18 criteria, from body structure and skin color to how early they had developed feathers and how efficiently they converted feed to muscle.

On June 24, 1948, the judges announced their results, on a stage adorned with boxes of chicken carcasses from each of the contestant's batches, and frozen cross-sections of the top-scoring birds. The first runner-up was Henry Saglio, the teenage son of Italian immigrant farmers in Connecticut, who had bred his family's pure line of White Plymouth Rocks into a muscular, meaty bird. The winner was Charles Vantress from California, who had crafted a red-feathered hybrid out of the New Hampshire, the most popular meat bird among East Coast growers, and a California strain of Cornish.

That evening, the contest celebrated the breeders' achievements with a parade through Georgetown, Delaware, with floats depicting the phases of Delmarva's poultry industry and a smiling, waving Festival Broiler Queen perched on top of a car. It celebrated not just the new birds but the new economy their developers hoped to create: a time when the Chicken of Tomorrow would be the dominant meat on farms and in markets, cheaper than beef, more docile than hogs, desired on its own behalf and not as a cast-off carcass after egg laying.

Left: A southern staple, fried chicken is surging on menus nationwide. Three of the five fastest-growing U.S. restaurant chains are chicken concepts.
Right:
It's a favorite for backyard grills too:
Per capita chicken consumption in the U.S

A second version of the contest three years later brought that day closer: Vantress won again, with another crossbreed, once again displacing a purebred bird. He would go on to establish one of the industry's top hatchery companies, rivaled only by Saglio's family company, Arbor Acres, which abandoned its winning purebred White Rock for a hybridized broiler in 1959. That same year, Vantress hybrids served as the sires of 60 percent of broilers across the country. The sturdy, free-living, weather-tolerant purebreds that had dominated American barnyards for almost 100 years vanished from commercial use.

The winners of the Chicken of Tomorrow contests did more than create new birds; when they transformed chickens, they recreated the chicken industry too. The earliest attempts at hybrids had been single crosses between two breeds: mother from one variety, father from another. But to ensure they could reliably reproduce the characteristics on which they were building businesses, breeders turned to creating complex crosses.

The intricacy of the family trees they constructed ensured that the birds could not be reproduced outside the companies that bred them. If a farmer who bought the new hybrids tried to mate them on his own property, the birds would not breed true. Previously, broiler farmers had bought chicks from hatcheries mostly for efficiency, but now they had no option.

Raising hybrid birds became like growing hybrid soybeans or corn: It required returning to the company to start each new crop. In a remarkably short span of time, the open-source birds that had populated millions of farm yards and back gardens for thousands of years became an ingredient in proprietary intellectual property. Simply by the mechanics of genetics, without even the assistance of patents, the patrimony of purebreds vanished behind the restrictions of trade secrets.

How did you dig up the Chicken of Tomorrow contest, and what was its role in telling the story of "big chicken"?

McKenna: What started me on the odyssey to produce this book was learning about the amount of antibiotics used in livestock around the world. I eventually concluded that the routine use of antibiotics created modern livestock agriculture. But use of antibiotics alone couldn't account for the drastic changes in the bodies of chickensthe fact that the chickens we eat today grow twice as fast and twice as large as pre-industrial chickens. So I searched for how we ended up with the chicken of today.

The varied backyard and farmyard breeds of yesteryear all became one predictable hybrid: mild-mannered, white-feathered, big-breasted. How did that hybridization begin? I was expecting to find one scientist who sparked off something. Instead, I found out that it was a deliberate effort by the government the USDAand industry to literally change the shape of chicken through this contest.

What was the impetus for the contest back then?

The industry wanted to sell more chicken. Before this, the meat wasn't so easy to eat or cook. It took a lot of effort to cook a chicken for essentially just one meal. The goal was to make chicken more desirable. The contest signaled that the supply of chicken meat had gotten out in front of demand. They wanted to stimulate demand by creating a more desirable chicken.

Are there any lessons from the contest we can learn from today?

As we start to talk about lab-grown meat, there's a valuable lesson here. Chicken breeds became intellectual property a genetic cocktail that today is owned by only two companies in the world. I find it troubling that the same thing has happened with lab-grown meatit's becoming intellectual property.

If there were a Chicken of Tomorrow contest held today, what would we be looking for?

I think we'd go back to the chicken of yesteryear. Probably not back to the 1800s, when chicken varieties were defined, but to the breeds of birds that have some of the characteristics that the industry is beginning to want again. Producers and consumers today are coming to reject extreme hybridization and "giganticization" making chicken bigger and bigger. Producers have pushed chickens to the point where they can't stand up on their own. They can't get bigger. They are most likely in pain. The meat also isn't as good as it was before. There is now what's called woody breast syndrome, where the muscles in the breast become hardened, and also white striping in breast meat, a muscle disorder. All of those are expressions of how we made chickens grow too fast and pushed them beyond their genetic abilities. So now producers are pushing the clock back on hybridization. Chickens are now being bred to eat slower and grow slower. They have more energy and move around more.

What's helping drive that change?

The Global Animal Partnership certifies ways in which meat is produced for retailers and wholesalers. In 2016 they proposed a "higher welfare chicken" initiative that moves toward replacing current chickens with slower-growing ones by 2024, adding a couple of weeks onto a chicken's life. That doesn't seem like much, but it is when you consider that we only allow chickens to live to about 42 days. The initiative also requires more space, natural light, and opportunities to exercise a more humane system for birds to be raised in industrial settings. Large-scale sellers, such as Whole Foods Market and major food service companies, have agreed to these principles.

A major theme of your book is the peril of antibiotic-resistant strains of bacteria. It's a positively terrifying problemand seemingly overwhelming. Is there anything individuals can do?

Consumers have more power than they realize. Chicken production changed because consumers showed the industry that if it changed its practices, there was a market waiting on the other side. The story of the emergence of the chicken we eat every day really brackets the use of antibiotics in industrial farming. The first use of antibiotics in livestock agriculture was on chickens. And now chicken producers are going antibiotic free. Perdue announced it in 2014. I reported that story for this book, and Perdue told me they were getting 3,000 customer comments a month asking why they weren't antibiotic free. That was a strong enough signal of consumers wanting something different. And it's important to note, it's not as though those 3,000 people arranged to do that together. But the collective power of the actions of individuals gives me hope, and that's one of the reasons I wanted to write this book. This was a story in which solutions are expressing themselves. This was a moment of achievement, of changing part of the food system.

This interview was edited for length and clarity.

www.facebook.com/VetNewsViews

بانی ایڈیٹر ان چیف، پبلشر ڈاکٹر خالد محمود شوق نے سیلم نواز پرنٹنگ پریس فیصل آباد سے چھپوا کر دفتر ہفت روزہ ویٹرنری نیوز اینڈ ویوز 392/A سمن آباد فیصل آباد سے شائع کیا۔ ایڈیٹر انچیف عملہ، ایگزیکٹو ایڈیٹر زیشان خالد